رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۱)

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

# مملکت

ہفتہ وار

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ایل ایل بی (عثمانیہ)

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ہے
سہ ماہی ...... عصہ

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ہے
سہ ماہی ...... عصہ

قیمت فی پرچہ (۲ر)

قیمت پرانا پرچہ (۴ر)

جلد ۴ | ۳۰ آذر ۱۳۵۴ ف ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ ۴ نومبر ۱۹۴۴ء شنبہ | نمبر (۳۰)


# مابعد جنگ منصوبہ بندی

## اور
## چھوٹے صناعوں کا مفاد

ہندوستان کے بعد جنگ صنعتی مستقبل کے لئے کارخانہ دار اور ماہرین معاشیات منصوبہ بندی پر اپنا بہت سا وقت صرف کررہے ہیں۔ موٹر سازی، زرعی آلات، اور طیارہ سازی سے متعلق بڑی بڑی اسکیموں کے نقشے تیار ہو رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حالات جنگ کی وجہ سے ہندوستان میں بھاری صنعتیں سرعت کے ساتھ ترقی کررہی ہیں اور جنگ کے بعد کے حالات میں اس رفتار کو مستحکم اور تیز کرنا ضروری ہے۔

اس وقت جبکہ ماہرین مالیات و معاشیات مابعد جنگ منصوبہ بندی میں مصروف ہیں صناعوں سے متعلق چند امور کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

جنگ کی وجہ سے ہندوستان کے صناعوں کی مہارت اور کارگری میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ فنی تربیت کی سہولتیں اور عملی تجربہ صناعوں کے لئے جاذب نظر ثابت ہوئی ہیں۔ جنگ سے پہلے یہ صورت نہ تھی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جو لوگ اس وقت زیر تربیت ہیں کس قسم کی مہارت حاصل کرتے ہیں اور جنگ کے بعد صنعتی نشوونما میں ان کو کیا مقام حاصل ہوتا ہے۔ جنگ کے بعد ہندوستانی صنعتوں کو بیرونی مسابقت سے سابقہ ہوگا۔

تحریک کے اس شعور کی وجہ سے جو ہندوستان کے ہر طبقہ میں پیدا ہوگیا ہے ہندوستان کے باشندے ہندوستان کی بنی ہوئی اشیاء کو ملکی ساخت کی قیمت دے کر خرید رہے ہیں مگر ایک وقت ایسا آئے گا کہ ان اشیاء کی خوبی پر بھی جانچی جائے گی اس لئے منصوبہ بندی میں اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ گھریلو صنعتوں اور کارخانوں میں بنائی ہوئی اشیاء اعلیٰ قسم کی ہوں۔

منصوبہ بندی میں اس کا بھی لحاظ رکھنا چاہئے کہ صناعوں کا معیار زندگی بہتر بنایا جائے ورنہ صنعتی ترقی کی بنیاد کمزور رہے گی۔ حکومت کی قانون سازی آئندہ زیادہ تر سماجی معاملات سے متعلق ہوگی۔ تجارتی انجمنوں (ٹریڈ یونین) کو نشوونما ہوگا اور ان کا اثر بڑھتا جائے گا۔ اس میں شک نہیں کہ صناعوں اور مزدوروں کی آواز موثر ہوتی جائے گی۔ منصوبہ بندی میں اجرت، کارخانوں میں صحت کی سہولتیں وغیرہ جیسے مسائل کو ملحوظ رکھنا پڑے گا۔

صناعوں اور مزدوروں کی صحت کا مسئلہ بھی اہم ہے۔ منصوبہ بندی میں ان کے لئے شفاخانوں کا قیام کرنا بھی ضروری ہے۔ مراکز بہبودی اطفال کا قیام بھی ناگزیر ہوگا جہاں ان کے بچوں اور عورتوں کا علاج معالجہ اور نگہداشت ہوسکے۔ انہیں ابتدائی تعلیم دینا بھی ضروری ہے۔ انہیں ایسی غذا استعمال کرنے کی طرف مائل کرنا چاہئے جو ان کی صحت کو برقرار رکھ سکے اور ہندوستان کے موسمی حالات میں انہیں کام کرنے کے قابل بنائے۔ ایسا کوئی نقطہ نظر صناعوں کے مفاد کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کیونکہ صناعوں کی کارکردگی اور خوش حالی پر ملک کی صنعتی ترقی اور ملک کی خوش حالی منحصر ہے۔

صناع اپنے بڑے خاندان کے ساتھ ایک کمرے میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ طریقہ موقوف ہو جانا چاہئے۔ ان کے لئے چھوٹے چھوٹے موزوں مکانات تعمیر کرنے چاہئیں جہاں ہوا اور روشنی کا اچھی طرح گزر ہو سکے۔ ان مکانوں میں بجلی اور آب رسانی کا بھی انتظام ہو۔ ایسے مکانات کارخانوں سے جہاں تک ممکن ہو قریب ہوں۔

ایک اور چیز قابل غور ہے کہ ہندوستان جیسے گرم ملک میں صناع اپنے معیار کارکردگی کو برقرار رکھ کر زیادہ سے زیادہ پیداوار کی رفتار کو قائم نہیں رکھ سکتے۔ کارخانے اس طرح تعمیر کئے جائیں کہ ان میں ہر وقت تازہ ہوا آسکے اور برقی پنکھوں کے ذریعہ حرارت معتدل حالت پر رہے۔

سب سے اہم امر یہ ہے کہ ماہر نگرانی کے لئے ماہرین کا ایک اسٹاف تیار کیا جائے۔ جب تک ہندوستان کے نوجوان فنی مہارت حاصل نہ کریں گے کوئی منصوبہ بندی کامیاب نہیں ہوسکتی۔ اس لئے فنی تربیت کی طرف پہلے توجہ کرنی چاہئے اور اس کے لئے باہر سے ماہرین فن کی درآمد ضروری ہے۔ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو فنی تربیت دینے کے لئے ویسی ہی تنظیم قائم کئے جائیں جیسا کہ انگلستان کے صنعتی علاقوں میں قائم ہیں۔

ہندوستان کے صنعتی مستقبل کو کامیاب بنانے کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ ملک کے نوجوان صنعتوں کے عملی پہلو کو زیادہ اہمیت دیں اور اس کام کو باعزت سمجھیں۔ حکومت کو یہ امر پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ہزاروں طلبہ کی ادبی تعلیم بے سود ہے جبکہ انہیں روزگار حاصل کرنے کے مواقع نہ ہوں۔ ہندوستان کو چاہئے کہ لیڈس، شفیلڈ اور مانچسٹر کی جامعات کی مثال اپنے سامنے رکھے۔

(اوس)

# مملکت ہفتہ وار

جلد ۴ | ۳۰ آذر سنہ ۱۳۵۴ ف | نمبر ۳


## حیدرآباد میں مابعد جنگ منصوبہ بندی

۱۰ آبان سنہ ۱۳۵۴ ف کے رسالہ "معلومات حیدرآباد" میں جو حیدرآباد کی مابعد جنگ منصوبہ بندی سے متعلق ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب تک کتنی اسکیمیں مرتب ہو چکی ہیں اور کتنی زیر ترتیب ہیں۔ ان اسکیموں کا مقصد یہ نشاء نہیں ہے کہ جنگ کے بعد خدمات سے سبکدوش ہونے والے فوجیوں اور کاریگروں کو روزگار سے لگایا جائے یا جنگی صنعتوں کو اساس امن پر لایا جائے بلکہ یہ اسکیمیں زرعی و صنعتی ترقی، تعلیم کی اشاعت اور طبی سہولتوں کی فراہمی جیسے امور پر محیط ہیں۔ ان تجاویز کو روبہ عمل لانے کے لئے پہلے دس سال میں (۲۳۲) کروڑ روپے صرف ہوں گے۔ جو تجاویز اب تک مرتب ہو چکی ہیں ان کے مصارف کا تخمینہ (۹۵) کروڑ ہے، باقی تجاویز زیر ترتیب ہیں۔

سب سے پہلے جس امر کی جانب توجہ کی جائے گی وہ یہ ہے کہ تعلیمات، طبی امداد، صحت عامہ، صنعت و حرفت کی اسکیموں کو کامیابی سے چلانے کے لئے تربیت یافتہ اور ماہر اشخاص فراہم کئے جائیں گے۔ اس غرض کے لئے تربیتی کالج قائم ہوں گے۔ انجنیری اور طبی کالجوں میں طلبہ کی تعداد بڑھائی جائے گی۔ حیدرآباد کی نوجوانوں کو ہندوستان اور بیرون ہند فنی تربیت کے لئے روانہ کیا جائے گا۔ ایک زرعی کالج قائم کیا جائے گا تاکہ زراعت کے مختلف شعبوں اور مویشیوں کی پرورش سے متعلق فنی تربیت کی سہولت حاصل ہو۔

زرعی ترقی سے متعلق ایک وسیع لائحہ عمل زیر ترتیب ہے۔ زرعی نشر و اشاعت کی ترقی، مویشیوں کی پرورش کرنے کے بہتر طریقے، اجتماعی کاشت، جدید قسم کے آلات، بہتر تخم کی فراہمی، آب پاشی کی مزید سہولتیں، امداد باہمی کے مطابق خرید و فروخت، زرعی بیمہ، دیہی ضلعات میں حفظان صحت، رہائش اور آب رسانی کے بہتر انتظامات جیسے امور اس اسکیم میں شامل ہیں۔

ایک تجویز یہ ہے کہ دیہی صنعتوں کو ترقی دے کر عوام کی معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لئے حیدرآباد کی چھوٹی اور دیہی صنعتوں سے متعلق اعداد و شمار فراہم کرنے کی غرض سے معاشی سروے کیا جائے۔ اس کام کی انجام دہی کے لئے ایک معاشی مشیر کا تقرر عمل میں آیا ہے۔

بڑی صنعتوں سے متعلق حکومت سرکار عالی کی پالیسی یہ بتلائی گئی ہے کہ نئی صنعتیں قائم کی جائیں اور موجودہ صنعتوں کو مستحکم کیا جائے۔ پارچہ بافی کے کارخانے قائم کرنے کی تجویز اہم منزلیں طے کر چکی ہے اور سوت کے کارخانے اور سیمنٹ تیار کرنے کے کارخانہ قائم کرنے اور کوزہ سازی، نباتاتی تیل، مصنوعی ریشم، برقی اشیاء، زرعی آلات اور کیمیاوی کھاد کی تیاری سے متعلق تجاویز مرتب ہو چکی ہیں۔

صنعتی و کیمیاتی تحقیقات کے لئے حکومت سرکار عالی نے ایک مرکزی تجربہ خانہ قائم کر دیا ہے جہاں صنعتی و زرعی تحقیقات اور پیداوار خام سے متعلق تحقیقی کام انجام دیا جائے گا۔ سنگارینی کے معدن جو پہلے بنگال کے تھے حکومت نے حاصل کر لیا ہے جس سے کوئلہ کافی مقدار میں دستیاب ہو سکے گا۔

کسی ملک کی صنعتی ترقی کے لئے جو چیز مقدم ہے وہ ارزاں قوت برقی کی فراہمی ہے۔ چنانچہ نظام ساگر سے برقابی حاصل کرنے کی اسکیم سے متعلق کام شروع ہو چکا ہے جو تقریباً ایک سال میں مکمل ہو جائے گا۔ دریائے تنگبھدرا اور دریائے گوداوری سے بھی برقابی حاصل کرنے کے امکانات۔۔۔

صحت عامہ سے متعلق ایک بہت وسیع اسکیم مرتب ہو چکی ہے جو پانچ پانچ سال کے تین ادوار میں مکمل ہوگی اور ہر دور کے لئے ایک رقم مختص کر دی گئی ہے۔ اس اسکیم کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ علاج کے دیسی اور مغربی طریقوں کو مربوط کرنے کے لئے حکیموں اور ویدوں کو باقاعدہ تربیت دی جائے گی۔

ایک اور لائحہ عمل جو مرتب ہو چکا ہے وہ تعلیم عامہ سے متعلق ہے جو چودہ سالہ مدت پر مشتمل ہے اس اسکیم کا مقصد مدرسہ جانے والی عمر کے (۳۳) فی صد لڑکوں اور لڑکیوں کو تعلیم دینا ہے تاکہ ممالک محروسہ میں ابتدائی تعلیم کو لازمی قرار دینے سے قبل تحتانی تعلیم میں کافی ترقی ہو جائے۔ اس کے علاوہ یہ تجویز بھی پیش نظر ہے کہ بہتر اور اعلیٰ قسم کی ثانوی، زرعی اور صنعتی تعلیم کا بھی معقول انتظام ہو جائے۔ تعلیم عامہ کے اس چودہ سالہ لائحہ عمل پر (۱۲) کروڑ کے مصارف کا تخمینہ کیا گیا ہے۔

مابعد جنگ زمانہ میں بنک کاری کی سہولتوں کو وسعت دینے کے مسئلہ پر بھی حکومت غور کر رہی ہے۔ زرعی، تجارتی اور صنعتی بنک اور بیمہ انڈسٹری کے بنک قائم کرنے کے امکانات کی تحقیقات جاری ہے۔

ان اسکیموں کی ترتیب میں جن اصولوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے ان کو محولہ بالا مضمون میں بہ الفاظ ذیل بیان کیا گیا ہے۔

"اس لائحہ عمل کی ترتیب میں یہ خیال ملحوظ رکھا گیا ہے کہ یہاں کے وسائل سے پورا فائدہ اٹھایا جا سکے۔ باشندگان ممالک محروسہ سرکار عالی کا اہم ترین پیشہ زراعت ہے اور زراعت کو ترقی دینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آب پاشی کی بڑی بڑی اسکیمیں مرتب اور مکمل کی جائیں، زراعت کے ترقی یافتہ طریقے اختیار کئے جائیں، اور خرید و فروخت اور اجتماعی اور امدادی کاشت کے طریقہ کو رواج دیا جائے۔ کثیر مقدار میں سستی برقی قوت حاصل کرنے کے لئے برقابی کی اسکیموں کو بڑی تیزی سے روبہ عمل لایا جائے تاکہ نہ صرف موجودہ صنعتوں کی وسعت اور نئی صنعتوں کے قیام میں سہولت ہو بلکہ مواضعات میں بجلی کی روشنی کا انتظام ہو سکے اور دیہی صنعتوں کے لئے بھی برقی قوت فراہم کی جا سکے۔ پارچہ بافی، روغن سازی اور کوزہ گری کی صنعتوں کو اتنی ترقی دی جا سکتی ہے کہ حیدرآباد بیرونی امداد کا محتاج نہ رہے۔ زرعی پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کھاد بنانے کی صنعت کو بھی ترقی دی جائے اور زرعی و صنعتی ضروریات کے لئے ضروری آلات تیار کئے جائیں۔ ممالک محروسہ کی خام پیداوار سے متعلق کیمیاتی تحقیقات کرنے کی بڑی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس پر پوری توجہ کی جا رہی ہے۔ ممالک محروسہ میں جو معدنیات موجود ہیں ان کا ایک عام اندازہ لگانا بھی ضروری ہے اور ان سے زیادہ اہم یہ مسئلہ ہے کہ وسائل حمل و نقل پر پوری توجہ کی جائے۔ تربیت یافتہ اشخاص کی فراہمی اور ناخواندگی اور صحت کی خرابی کے مسائل پر مناسب توجہ کرنا لازمی ہے۔"

مابعد جنگ منصوبہ بندی کے ان بنیادی مقاصد سے ہمیں پورا اتفاق ہے مگر اس مضمون سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ کونسی اسکیم پہلے نافذ کی جائے گی اور کونسی بعد۔ ہم نے اپنی ۱۰ آبان سنہ ۱۳۵۴ ف کی اشاعت میں اسی موضوع سے بحث کرتے ہوئے بتایا تھا کہ انسان کو سب سے پہلے غذا، پانی، کپڑے اور مکان کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے بعد صحت

اور جب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ ان مسائل کو حل کرنے کے بعد صنعتی کارخانوں کے قیام کا مسئلہ زیر غور آ سکتا ہے۔ مابعد جنگ منصوبہ بندی کو کامیاب بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مجوزہ اسکیمیں اسی ترتیب سے نافذ کی جائیں جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ مابعد جنگ منظم اسکیم کا اولین مقصد صنعتی کارخانوں کا قیام ہے۔ یہ ایک غلط خیال ہے۔ اگر زراعت اور اس سے متعلقہ مسائل کو حل کرنے سے پہلے صنعتی کارخانے قائم کئے گئے تو اس سے ملک کی دولت سمٹ کر چند افراد کے ہاتھوں میں آ جائے گی مگر ۹۵ فی صد آبادی کے معاشی مسائل حل نہ ہوں گے۔ ہمیں توقع ہے کہ ارباب متعلقہ ہماری اس رائے پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے۔

محولۂ بالا مضمون میں وسائل حمل و نقل کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے مگر یہ نہیں بتایا گیا کہ اس ضمن میں اب تک کیا تجاویز مرتب ہوئی ہیں یا کیا ترتیب دی گئیں۔ اس خصوص میں ہم نے مہر آبان کی اشاعت میں تحریر کیا تھا کہ:

"زراعت، تجارت اور صنعت کو فروغ دینے کے لئے وسائل حمل و نقل کی غیر معمولی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس ضمن میں سب سے پہلے اس امر کی ضرورت ہے کہ موجودہ ریلوے میں حکومت سرکار عالی کا مکمل کنٹرول قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔ ہمیں یاد پڑتا ہے کہ سر اکبر حیدری مرحوم نے ریلوے لائنس کی توسیع کے لئے متعدد اسکیمیں مرتب کی تھیں لیکن انہیں اس لئے کامیابی نہیں ہوئی کہ حکومت ہند نے منظوری کی تائید نہیں کیا؟"

مسئلہ کی اہمیت کے لحاظ سے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ ارباب متعلقہ کی توجہ اس جانب دوبارہ منعطف کرائی جائے۔

## مصر اور اتحاد عرب کی تحریک

قاہرہ (بذریعہ ہوائی ڈاک) اس ہفتے مصر میں دو بڑے سیاسی واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ ایک عرب ممالک کی لیگ کا قیام اور دوسرے مصر کے وزیر اعظم مصطفیٰ نحاس پاشا کی برطرفی۔ یہ وہ شخص تھے جو لیگ کو قائم کرنے میں پیش پیش تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ وفد لیڈر کو وزارت عظمیٰ سے برطرف کرنے کی وجہ بعض وہ اختلافات تھے جو حکومت اور تاج کے درمیان اندرونی معاملات کے بارے میں پیدا ہو گئے تھے۔ جیسا کہ قاہرہ کے اخبارات پر سنسر نے کہا ہے کہ ایک مکالمہ ہوا تھا کہ نحاس پاشا کو ہز مجسٹی شاہ فاروق کا اعتماد حاصل نہیں تھا۔

شاہ فاروق نے ان کی جگہ ڈاکٹر احمد ماہر پاشا کو مقرر کیا ہے جنہوں نے نحاس پاشا سے مصر کی فوجی گورنری کا عہدہ لے لیا ہے۔

احمد ماہر پاشا مصر کے ایک نامور سیاست داں ہیں جو سنہ ۱۹۲۴ء کابینہ کے پہلی مرتبہ عہدہ دار رہ چکے ہیں جب زغلول پاشا کی وفد پارٹی کی پارلیمنٹ بنائی گئی تھی۔ وہ وفد پارٹی کے مشہور رکن اور مجلس عاملہ کے ممبر بھی تھے مگر سنہ ۱۹۳۷ء میں وہ اپنے لیڈر نحاس پاشا سے اختلافات پیدا ہو جانے کی وجہ سے حزب مخالف میں شامل ہو گئے اور سعدی پارٹی بنائی جس کے وہ اب لیڈر ہیں۔

سنہ ۱۹۳۸ء میں وہ محمد محمود پاشا کے کابینہ میں ایوان نائبین کے صدر تھے اور وہ حسن صبری پاشا کی یکے بعد دیگرے کابینوں میں اسی عہدہ پر سنہ ۱۹۴۲ء میں اس وقت تک فائز رہے جب وفد پارٹی برسر اقتدار آ گئی اور نحاس پاشا اس کے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ احمد ماہر پاشا نے ماہر پاشا اور صبری پاشا کی حکومتوں میں اتحادیوں کی حمایت میں مصر کی شرکت جنگ کی تائید کی تھی۔ اپنا عہدہ سنبھالنے کے چند گھنٹوں بعد ایک انٹرویو کے دوران میں انہوں نے کہا: "ہم اپنے سب سے بڑے اتحادی برطانیہ سے کامل تعاون پر یقین رکھتے ہیں جو سچائی اور آزادی کی خاطر جمہوری قوم کی طرح خون بہا رہا ہے۔"

نحاس پاشا کی حکومت ۳۲ مہینے برسر اقتدار رہی اور یہ مدت مصری نظم و نسق میں غیر معمولی طویل مدت ہے۔ اس دوران میں مصر العلمین کے بحران سے دوچار ہوا جب رومل کی فوجیں نیل کے ڈیلٹے تک پہنچ گئی تھیں۔ ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے نحاس پاشا نے شدید اقدامات کئے۔

نحاس پاشا نے اپنی وزارت عظمیٰ کے دوران میں اپنی کابینہ میں کئی تبدیلیاں کیں۔ سب سے زیادہ سنسنی خیز واقعہ کابینہ کے عہدہ سنبھالنے کے چند مہینوں کے اندر پیش آیا جب وزیر مالیات مکرم عبید پاشا نے استعفیٰ دے دیا اور پھر انہیں وفد پارٹی اور ایوان نائبین سے برطرف کر دیا گیا۔

بعد میں انہیں نظر بند کر دیا گیا کیونکہ انہوں نے ایوان سے برطرف ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ احمد ماہر پاشا نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مکرم عبید پاشا کو رہا کر دیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ مصر میں حکومت کی تبدیلی سے عرب فیڈریشن کی ابتدائی کمیٹی نے بحث و تحقیق کا جو پروگرام مرتب کیا تھا اس میں خلل نہیں ہوگا۔

اسکندریہ میں تیرہ دن سے زیادہ عرصہ تک ۲۰ جلسے کرنے کے بعد ابتدائی کمیٹی نے ایک کمیونک شائع کیا جس میں عرب ممالک کی لیگ کے قیام کا اعلان کیا گیا۔

لیگ ان تمام عرب ممالک کے لئے کھلی ہوگی جو اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اس کے اغراض یہ ہوں گے کہ ممبران کے درمیان جو معاہدے طے پائیں ان کی تعمیل کی جائے، ان کے سیاسی پروگراموں میں ربط پیدا کیا جائے، ان کی آزادی کی حفاظت کی جائے اور عام طور پر عرب ممالک کے معاملات میں غور و خوض کیا جائے۔

لیگ کی ایک کونسل ہوگی جس میں تمام ممبروں کی نمائندگی مساویانہ حیثیت سے ہوگی۔ کسی ممبر اور ملک کے درمیان جھگڑا ہونے کی صورت میں خواہ وہ لیگ کا ممبر ہو یا نہ ہو یہ کونسل تصفیہ کرانے کی ذمہ دار ہوگی۔

سیاسی معاملات پر غور و خوض کرنے کی غرض سے ایک کمیشن مقرر کیا گیا ہے اور ماہرین کی چھ سب کمیٹیاں مالی، اقتصادی، ثقافتی، مواصلاتی وغیرہ مسائل پر غور و خوض کریں گی اور اپنی رپورٹیں ابتدائی کمیٹی میں پیش کریں گی۔ ابتدائی کمیٹی عرب ممالک کی عام کانفرنس منعقد کرنے سے پہلے ان رپورٹوں پر غور و خوض کرنے کے لئے دوبارہ اپنا جلسہ منعقد کرے گی۔

لیگ کے قیام کا اعلان کرنے کے بعد ابتدائی کمیٹی کے اعلانات میں یہ اعلان کیا گیا کہ وہ لبنان کی آزادی کا احترام کرتی ہے اور فلسطین کے عربوں کی تائید کرتی ہے۔

اعلان میں کہا گیا ہے کہ کمیٹی کو خیال ہے کہ برطانیہ نے جو وعدے کئے ہیں ان میں یہودیوں کے ترک وطن کی ممانعت، عربوں کی زمینوں کی حفاظت اور فلسطین کی آزادی دلانے کے وعدے بھی شامل ہیں۔ ان سے عربوں کے حقوق کی تکمیل ہوتی ہے۔

## حکومت ہند کی صنعتی اسکیموں میں ریاستی مفادات کی نگہداشت

نئی دہلی۔ یکم نومبر۔ ہندوستانی ریاستوں میں ایوان تجارت پہلے ہی سے موجود ہیں۔ اب ان کا ایک وفاق تشکیل دیا جائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ اس مقصد کے تحت اعداد و شمار حاصل کئے جا رہے ہیں۔ یہ اقدام اس لئے کیا جا رہا ہے کہ ریاستوں کی صنعتی ترقی کے لئے ایوان و دیگر جو مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں ان میں غیر سرکاری آرگنائزیشن کا تعاون پیدا کرنے کے لئے اور عملی پالیسی کی توثیق حاصل ہو۔ اس وفاق کا مطمح نظر حکومت ہند کی صنعتی اسکیم کے پیش نظر ترتیب دیا جائے گا۔

ہندوستانی ریاستیں حکومت ہند کی کل صنعتی اسکیموں سے اب تک بالکل بے تعلق (الگ تھلگ) ہیں۔ اس لئے یہ ان ہی کے مفاد کے تحت ہے کہ وہ اس قسم کا غیر سرکاری وفاق جلد از جلد تشکیل دیں تاکہ صنعتی امور کے متعلق [illegible]

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۱))

# فاقہ تشدد کی ایک صورت ہے

## "بمبئی کرانیکل" کا تبصرہ

**مبہم مقصد**

یہ امر ہم کو [illegible] ہے کہ گاندھی جی محسوس کرتے ہیں کہ ایک اور فاقہ ان کی قسمت میں لکھا ہے۔ لیکن پبلک گاندھی جی کی مشکور ہے کہ انھوں نے اپنے جذبات سے مطلع کیا اور اس معاملہ میں روشنی اور رہنمائی حاصل کرنے میں اشتراک عمل کی پبلک سے خواہش کی۔ اگر وہ ایسے اشتراک عمل کی خواہش نہ بھی کرتے تب بھی پبلک کا یہ فرض ہوتا کہ اپنے خیالات سے گاندھی جی کو واقف کرادیں۔ اب اس خواہش کی تعمیل کرنا پبلک کا دوہرا فرض ہوگیا ہے۔ ان کی زندگی ایک مقدس امانت ہے اور ہندوستان کی پبلک کا یہ فرض ہے کہ گاندھی جی کی ان غلطیوں کے باوجود ان کی جان کی حفاظت کرے جو ان کے لئے مہلک اور قبل از وقت موت کا باعث ہوسکتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایسی صورت میں جبکہ فاقہ کشی کی افادیت اور ستیاگرہ کے ایک طریقہ کی حیثیت سے کسی عقلی توجیہ کی عدم موجودگی میں فاقہ کرنے کا مسلک ایک مہاتما کی نذر قریب مثال کی روشنی میں بلا سوچے سمجھے ہر طرف اختیار کیا جارہا ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کے لئے خواہ ہندوستانی ہوں یا بیرون ہند اور جو اس [illegible] پر کوئی خاص رائے رکھتے ہیں یہ ضروری ہے کہ اپنے خیالات سے گاندھی جی کو آگاہ کردیں۔ اخبارات میں مراسلے بھی شائع ہونے چاہئیں کیونکہ یہ موضوع پبلک اہمیت کا حامل ہے۔ ہمیں بڑی حیرت ہوگی اگر کوئی ایک شخص بھی اس بات کو پسند کرے کہ گاندھی جی ایک ایسے مقصد کے لئے جو بہت مبہم ہے طویل برت رکھیں۔ اگر ایسا کوئی شخص ہے تو ہم اس کے خیالات معلوم کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہم اس پر بحث کرسکیں اور گاندھی جی کو اس سے مطلع کرسکیں۔ مختصر یہ کہ گاندھی جی اس کو ایک شخصی سوال سمجھ کر [illegible] پبلک [illegible] پر بحث کرنا چاہئیے۔

**بھونڈا طریقہ**

بادی النظر میں ہم نے فاقہ کو ستیاگرہ کے ایک طریقہ کی حیثیت سے گاندھی جی کے خیالات کو سمجھنے کی بہت کوشش کی مگر ہم سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس کے برعکس ہم نے یہ محسوس کیا کہ ایک طویل فاقہ جس میں ایک شخص کی جان خطرہ میں پڑتی ہو اس شخص کے ضمیر کو متاثر کرنے کا ایک بھونڈا طریقہ ہے جس کے خلاف فاقہ کیا جارہا ہے۔ اس سے اکثر [illegible] تشدد ہوتا ہے گو مشابہ نہ ہو۔ ان لوگوں سے کسی خاص فعل کے رد و کد کی توقع رکھنا خواہ وہ فاقہ کو جائز سمجھتے ہوں یا نہ ہوں ستیاگرہ نہیں سمجھا جاسکتا۔ اگر کسی بات کی صحت دوسرے کو جو اور کسی شخص سے منوانا ہو تو قول و عمل سے اس کی عقل کو اپیل کرنا فاقہ سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ فاقہ سے انسان کے جذبات کو متاثر کیا جاسکتا ہے لیکن اس کی عقل کو تشفی نہیں ہوسکتی۔ بعض اوقات یہ ممکن ہے کہ لوگ فاقہ سے متاثر ہو کر وہ افعال صادر کریں جن کی خواہش کی جارہی ہو لیکن وجدان میں کسی تحریک کی عدم موجودگی کی وجہ سے یہ جذباتی ہیجان زائل ہوجاتا ہے اور لوگ اپنی اوسط اور عام حالت اور طریقوں پر عود کر آتے ہیں۔ گاندھی جی نے دہلی میں ہندو مسلم اتحاد کے لئے (۲۱) روزہ کا برت رکھا تھا اور پونہ میں چھوت چھات کے خلاف اسی قسم کا فاقہ کیا تھا ان کا کیا حشر ہوا؟ بہتر اور دیرپا نتائج کتابوں کی اشاعت اخبار کی مضامین اور تقاریر کے ذریعہ حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب کچھ عرصے کے بعد پبلک اس فاقہ کو بھول جاتی ہے اور اپنی روزمرہ حالت پر عود کر آتی ہے تو اس کو آمادہ عمل کرنے کے لئے اس سے (فاقہ سے) زیادہ تیز تحریک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ پہلے سے بھی زیادہ طویل فاقہ کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ معمولی تحریکات سے بہت کم متاثر ہوتے ہیں اور ان کے جذبات میں معمولی چیزیں ہیجان پیدا نہیں کرسکتیں۔ لیکن جب عقل سے تسلی ہوجاتی ہے اور خیال کی صحت میں موزوں عمل بھی ہوتا ہے تو صورت دوسری ہوتی ہے بعض مواقع پر ستیاگرہ کے زیادہ موثر ہتھیار استعمال کئے جاسکتے ہیں لیکن طویل فاقہ جس میں جان کا خطرہ ہو نہ تو ضروری ہے اور نہ دیرپا نتائج کے حصول کا ضامن ہوسکتا ہے۔

**مریضانہ جذبہ**

گاندھی جی کے متوقع فاقہ کے متعلق ایک نہایت بدنصیبی کی بات یہ ہے کہ —— جہاں تک ہم نے خود ان کے بیان سے اندازہ لگایا ہے —— وہ خود نہیں جانتے کہ انہیں کیوں فاقہ کرنا چاہئے۔ گاندھی جی آخر چاہتے کیا ہیں؟ کس شخص سے وہ کیا فعل صادر کرانا چاہتے ہیں۔ خود ان کے بیان سے یہ بات واضح نہیں ہوتی۔ انھوں نے اپنے بیان میں کہا ہے:۔

"میرا عدم تشدد اس نظم تشدد کے خلاف بغاوت کرتا ہے جو میرے گرد و پیش موجود ہے۔ یہ کوئی موثر نہیں اختیار کرلیتا ہے بلکہ یہ بھی اسی طرح کا ایک تشدد ہے جس طرح کہ کسی شخص کو جسمانی مضرت پہنچانا۔ میں یہاں صرف حکمرانوں کے تشدد کی طرف اشارہ نہیں کررہا ہوں۔ میں اتنا جانتا ہوں کہ اس تشدد کے مقابلہ میں [illegible]

عدم تشدد کو زیادہ تیز ہوجانا چاہیے۔ ...... کوئی چیز صاف نہیں کوئی چیز یقینی نہیں

بقیہ

خود گاندھی جی تسلیم کرتے ہیں کہ کوئی چیز صاف نہیں اور کوئی چیز یقینی نہیں اور جب کوئی ایسا متعین مقصد ہی نہیں ہے جو فاقہ کے ذریعہ حاصل کیا جاسکتا ہو تو فاقہ کا خیال ایک ایسا جذبہ ہے جو ان برائیوں پر مسلسل غور کرنے سے پیدا ہوا ہے جو دنیا میں اور ہندوستان میں روز بروز پذیر ہورہی ہیں۔ گاندھی جی کے ان تمام دوستوں کا جو فاقہ کے خلاف رائے رکھتے ہیں یہ فرض ہے کہ وہ اپنے خیالات کو فوراً گاندھی جی تک پہنچادیں۔

# مابعد جنگ تنظیم نو کے لئے ایک ہزار کروڑ روپے

## سر اردیشر دلال کا اعلان

بمبئی ۲۰۔ اکتوبر۔ کل سر اردیشر دلال رکن منصوبہ بندی اور ترقیات حکومت ہند نے بمبئی میں عام پبلسٹی پیش کرنے والی کمیٹی کی صدارت کی۔ اس تنقید کا جواب دیتے ہوئے کہ حکومت ہند کی تجاویز تنظیم نو مالیاتی اعتبار سے رجعت پسند ہوں گی

سر اردیشر نے واضح کیا کہ رکن مالیات حکومت ہند نے تخمینہ لگایا ہے کہ بعض مفروضات کی بناء پر جنگ کے بعد پہلے پانچ سال میں ایک ہزار کروڑ [illegible] سکیں گے۔ سر اردیشر نے کہا کہ اس کی نصف آمدنی فاضلات سے مل سکے گی۔ اور باقیماندہ نصف صوبائی اور مرکزی قرضوں سے کل ایک ہزار کروڑ سے منجملہ حکومت ہند کو تقریباً ۳۰۰ سے ۵۰۰ کروڑ کی ضرورت ہوگی اور باقی رقم آبادی کی اساس پر صوبوں میں تقسیم کی جائے گی۔ لیکن اس تقسیم سے قبل صوبوں پر لازم ہے کہ اپنے ذرائع کی کامل تحقیق اور ان سے استفادہ کی پوری کوشش کریں۔

سر اردیشر دلال نے آگے چل کر کہا کہ اگر رکن مالیات کا تخمینہ عملی شکل اختیار کرلیا تو مابعد جنگ تنظیم کی دشواری سرمایہ نہ ہوگی بلکہ بنیادی ساز و سامان اور تربیت یافتہ عملہ کی قلت۔

جہاں تک کہ اول الذکر کا تعلق ہے حکومت ہند نے صنعتی کارخانوں سے اب تک جو خواہش کی ہے کہ ان بنیادی ساز و سامان کے تخمینے روانہ کریں جن کی کہ ان کو ضرورت ہو اور بیرونی ممالک کو ان کے آرڈر دینے میں عملی تدابیر اختیار کی جارہی ہیں۔

تربیت یافتہ مردوں کی قلت پر بھی غور کیا جارہا ہے اور حکومت ہند اس پر غور کررہی ہے کہ طلباء کی ایک بڑی تعداد کو فنی تعلیم و تربیت کے لئے سمندر پار ممالک کو روانہ کی جائے۔ پہلے ہی یہ طے ہوچکا ہے کہ (۵۰۰) طلباء روانہ کئے جائیں گے۔ اس کے ساتھ ہندوستان میں بھی مرکزی تربیت [illegible]

بقیہ [illegible] صفحہ [illegible]

# کانگریسی جرائد کی بے راہ روی

## مہاسبھائی ذہنیت کا مظاہرہ

یو۔پی کے کانگریسیوں کو اس پر فخر ہے کہ وہ ہمیشہ کانگریس اور گاندھی جی سے آگے رہے ہیں۔ لیکن آج یہ حالت ہے کہ وہ گاندھی جی کے قدم سے قدم ملا کر بھی نہیں چل سکتے ہیں حال ہی میں گورکھپور میں ان کا ایک جلسہ ہوا تھا جس میں راجہ جی کے فارمولے کی حمایت کے لئے بھی وہ متفق نہیں ہو سکے انہوں نے بابو گوپی ناتھ سری واستو کی اس تجویز کو رد کر دیا جس میں گاندھی جی کی اس تجویز کا حوالہ دیا گیا تھا جو انہوں نے مسٹر جناح کے سامنے پیش کی تھی۔ ہاں آپ اپنے دل کو یہ کہہ کر تسکین دے سکتے ہیں کہ ڈاکٹر کاٹجو اکھنڈ ہندوستان کے حق میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتے تھے لیکن کھلے اجلاس میں اس تجویز کو پیش کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ لیکن یہ تسکین ناکافی ہے کیونکہ ملک ان سے یہ توقع کرتا تھا کہ وہ اس نازک وقت میں رہنمائی کریں گے یو۔پی کے سالار پنڈت نہرو ہمیشہ گاندھی جی سے آگے رہے ہیں۔ آج پنڈت نہرو کی عدم موجودگی میں ان کے ساتھی اپنی ذمہ داریوں سے کس طرح تہی دوش ہو رہے ہیں، عام غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کے بجائے وہ خود بددلی اور شکست خوردگی کا شکار ہو گئے۔

جب ہمارے صوبائی لیڈر گاندھی جی کے ساتھ نہیں ہیں تو ملک میں جتنا بھی انتشار پھیلے کم ہے چنانچہ اس کا اثر یو۔پی کے ہندی اخباروں پر یہ پڑا ہے کہ وہ متانت اور سنجیدگی ترک کر کے مسٹر جناح کو گالیاں دینے پر اتر آئے ہیں۔ حب الوطنی کے نام پر یہ اخبارات کانگریسی خیال کے عوام میں زہر پھیلا رہے ہیں۔

"آج" یو۔پی کا مشہور ہندی اخبار ہے جسے بابو شیو پرشاد گپتا آنجہانی نے قائم کیا تھا۔ وہ کانگریس کے خزانچی تھے۔ آج ان کے اخبار کی کیا حالت ہو گئی ہے، وہ اس کے اداریہ کے ایڈیٹوریل سے ظاہر ہوتا ہے۔ "مسٹر جناح کا اصلی روپ" کے عنوان سے وہ لکھتا ہے کہ جب کہ مہاتما جی جیسی طاقت انگریزی حکومت کو ہلا رہی ہے تو مسٹر جناح اسے اپنا دشمن سمجھتے ہیں کسی شخص نے بھی گاندھی جناح خط و کتابت پڑھی ہے وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گا کہ "آج" کا اداریہ بڑی بدتمیزی سے لکھا گیا ہے ایسے گندے الفاظ مہاسبھائیوں کے منہ سے نکلتے ہیں یہ کانگریسیوں کے شایانِ شان نہیں۔ اسی اداریہ میں آگے چل کر لکھا ہے کہ "۹ ستمبر کو انہوں (مسٹر جناح) نے گاندھی جی کے نام سے بیان دیتے ہوئے کہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ انگریز یہاں سے نہ جائیں بلکہ وہ حکومت کے زیر سایہ پاکستان حاصل کر دیں۔ اس کا نتیجہ نکلا ہے کہ مسٹر جناح اس پر مطمئن ہیں کہ حکومت کا جو کچھ ہو جائے ان کو پاکستان مل جائے اور کوئی خطرہ در پیش نہ ہو۔

پھر وہ لکھتا ہے کہ "آج" یہ لکھتا ہے کہ وہ (مسٹر جناح) آزادی سے پہلے پاکستان چاہتے ہیں۔ ان کو امید تھی کہ کانگریس سے سمجھوتہ کر کے وہ پاکستان کو حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ نہیں ملا ........ اب کیا کوئی اور طریقہ ہے؟ ہاں ایک طریقہ اور ہے۔ ملک میں ایک افواہ ہے کہ سر فیروز خان مسٹر جناح کے پاس امیری کی کچھ خاص تجویزیں لے کر آئے تھے۔ اس افواہ کی تردید نہ تو حکومت نے کی ہے نہ سر فیروز نے اور نہ مسٹر امیری نے۔ اس سے ہمارے خیال کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ مسٹر جناح ہندوستان یا پاکستان کی آزادی کے خواہاں نہیں ہیں۔" مہاسبھائی اخباروں نے مسٹر جناح کو بدنام کرنے کے لئے جو الزام تراشی کی ہے اگر کانگریسی اخبار بھی یہی سمجھ لیں گے تو پھر ہمارے ملک کا خدا حافظ ہے۔

"سنسار" بنارس کا ایک ہندی روزنامہ ہے اس کی رائے ہے کہ حق خود اختیاری کے مسئلے پر کھلے دل سے غور و خیال کیا جائے۔ مگر اس پر سمجھوتہ کرتے ہوئے مسٹر جناح چاہتے ہیں کہ صوبائی لیگیں ان کی تائید میں تجویزیں منظور کریں۔ "سنسار" لکھتا ہے کہ اگر لیگی مسٹر جناح کے نقطہ نظر کی حمایت کریں گے تو بہت سے ہندو اس کے سبب مہاتما گاندھی کو دوبارہ کا نظریہ ترک کر دینے پر مجبور کریں گے" یعنی لیگیوں کو دھمکی دی جا رہی ہے کہ اگر وہ اپنے لیڈر کے ساتھ رہے تو گاندھی جی مہاسبھا اور سکھوں سے مل جائیں گے۔ کیا یہ گاندھی جی کے سیاسی کردار پر حملہ نہیں ہے؟ —— دہلی کا اخبار "ہندوستان" مشہور انگریزی اخبار "ہندوستان ٹائمز" کا ہندی ایڈیشن ہے۔ وہ کلکتہ ہندوستان کانفرنس کی منظور کردہ تجویز پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھتا ہے کہ ہندوستانی عوام اس تجویز پر خوش ہوں گے کیونکہ کوئی سچا محب وطن ہندوستان کی تقسیم نہیں چاہتا۔ اس اخبار نے اس مہاسبھائی کانفرنس پر کوئی اعتراض کیا ہے تو صرف یہ کہ مقررین نے گاندھی جی کو برا بھلا کہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مہاسبھائی لیڈروں کی بدتمیزی کے سوا باقی تمام کاروائی حب الوطنی پر مبنی تھی۔

یہ کانگریسی اخبار جو گندگی پھیلا رہے ہیں اس کی طرف سے ملک کے تمام کانگریسیوں کو ہوشیار ہو جانا چاہئے۔ اس وقت ضرورت اس کی ہے کہ وہ حق خود اختیاری کے مسئلے پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اگر انہوں نے تنگ نظری اور عصبیت سے کام لیا تو وہ خود حب الوطنی کی بلندی سے گر کر مہاسبھائی پستی میں چلے جائیں گے کانگریس کی شاندار وطنی روایات کا تقاضا ہے کہ جو کیچڑ اس وقت اچھالی جا رہی ہے اسے بند کیا جائے۔ اگر کانگریسیوں نے لیگ کے غیر مشروط مطالبہ آزادی کو تسلیم نہ کیا تو وہ مہاسبھائی ذہنیت پرستی کا شکار ہو جائیں گے۔ کانگریسی ہندوستان کی تحریک آزادی کے بانی ہیں اور انہیں مسلمانوں کے مطالبہ آزادی پاکستان کا خیر مقدم کرنا چاہئے۔ اسی سے سارے ہندوستان کی آزادی وابستہ ہے۔ (قومی جنگ)

## مابعد جنگ تنظیم نو کے لئے ایک ہزار کروڑ روپے

(بقیہ سلسلہ صفحہ نمبر ۲)

انسٹیٹیوٹ قائم کی جائیں گی جہاں کہ فنی ماہروں، انجینئروں، ماہرین زراعت اور ڈاکٹروں کی تعلیم ہو سکے۔ حکومت نے یہ ظاہر کیا کہ حکومت ہند اس جنگ کی تعمیری اسکیموں کو بھی ہاتھ میں لے گی۔

سر اردیشیر نے بمبئی، یو۔پی اور پنجاب جیسے صوبوں کی مثال دی کہ انہوں نے اب تک مابعد جنگ منصوبہ بندی پر کام شروع کر دیا ہے۔ بمبئی نے ایک پنج سالہ لائحہ عمل مرتب کیا ہے جس پر ۰۰ کروڑ کی لاگت آئے گی اور یو۔پی ایک پنج سالہ لائحہ عمل پر غور کر رہا ہے جس پر ایک کروڑ کی لاگت آئے گی۔ پنجاب میں کئی ہائیڈرو الیکٹرک اسکیم مرتب کی جا رہی ہیں۔

کئی بڑی ریاستوں نے بھی مابعد جنگ تنظیم نو کے خاکے مرتب کئے ہیں۔

حکومت ہند کا ارادہ ہے کہ صوبائی اور مرکزی ہائیڈرو الیکٹرک کی اسکیموں کو ایک ہی واحد اقتدار کے تحت لے آئیں جیسا کہ ممالک ہائے متحدہ امریکہ میں ٹینیسی والی اقتدار ہے تمام دریاؤں میں اپنے اختیارات کو کچھ حصہ اس اقتدار کو دیں گی۔

سر اردیشیر دلال نے اس کی صدارت کی حاضرین اجلاس میں سر راما سوامی مدلیار رکن معاملات بھی تھے۔

# سیاسی نمک پارے

از

کشاف

**بلا تنقید**

اگر کمیونسٹوں کی یہی خواہش تھی کہ جلسہ منایا جائے اور کمیونسٹ خیالات کا پرچار ہو تو کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ یوم استالن، یوم لینن، یوم روس وغیرہ مناتے اور اپنے خیالات کا پرچار کرتے۔ کیا انھوں نے گاندھی جی کا دن اس لئے منایا کہ عوام میں گاندھی جی کے نام کا بیوپار کریں، وہ تو گاندھی جی کو اپنے پروپگنڈہ کا آلہ کار بنانا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ان کو کیا حق ہے۔ سوسائٹی کے استحصال پسندوں پر آوازے کسیں۔ کیا انھوں نے گاندھی جینتی اس لئے منائی کہ ان کو اس سال آندھرا کانفرنس میں قوم پرست جماعت سے نپٹنا ہے؟ مجھے امید ہے کہ کمیونسٹ پروپگنڈہ کے اس تحتانی طریقہ سے باز آئیں گے۔ (پی، ٹی، راؤ)

---

جمعیتہ المشائخ رجسٹرڈ کی کانفرنس اورنگ آباد میں منعقد ہوئی۔ حیدرآباد سے مشائخین کا ایک وفد روانہ ہوا جس کا استقبال مختلف اسٹیشنوں پر کیا گیا۔ استقبال کرنے والوں کو وفد ایک ہی جواب دیتا تھا۔

"قرآن پڑھو اور خدا سے قریب ہو جاؤ"

(ایک خبر)

ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر مسلمان خدا سے قریب ہوگئے تو ان مشائخین سے دور ہو جائیں گے۔

---

سائیکل رکشا والوں کو مہاتما گاندھی کا یہ مشورہ ہے کہ وہ زرعی قرضہ کا مسئلہ حل کرنے کی ان تھک کوشش کریں۔ (ریت)

ہمیں اطلاع ملی ہے کہ گاندھی جی کے اس مشورہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سیٹھ پنالال پتی نے کمیٹی ساہوکاران میں ایک تحریک پیش کی ہے اور ساہوکاروں سے خواہش کی ہے کہ وہ کاشتکاروں کے قرضے اسی طرح معاف کر دیں جس طرح حکومت سقاطت ہنگام کے موقع پر ہند انگریزی آزادی کی اندھی گرو رہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

---

سوسی ایمبیسڈریس کا بیان ہے کہ:-

---

مہاتما گاندھی نے کہا کہ چونکہ اب اجتماعی سول نافرمانی کا کوئی سوال نہیں ہے اس لئے طلبہ کو چاہئے کہ وہ سیاسیات سے باہر رہیں۔

تو گویا طلبہ کی زندگی کا نصب العین تحصیل علم نہیں بلکہ سول نافرمانی کے لئے ایندھن بننا ہے۔

---

گاندھی جی چالیس دن کا برت رکھیں گے۔ (ایک خبر)

جس وقت گاندھی جی نے چھوت چھات کے خلاف برت رکھا تھا تو اقبال مرحوم نے یہ بلند خیالی کی

رشی کے فاقوں سے ٹوٹا نہ برہمن کا طلسم
عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کار بے بنیاد

---

گذشتہ ہفتہ لندن کا دانشگی سے ایک تقریر نشر ہوئی جس کا عنوان تھا "پچپن کے بعد" جس میں مقرر نے موجودہ عہدہ داروں کو یہ مشورہ دیا کہ وہ اپنے آپ کو ملک کا خدمت گزار تصور کریں۔

ہمیں یقین ہے کہ موجودہ عہدہ دار بھی "پچپن کے بعد" یہی مشورہ دیں گے۔

---

آندھرا کانفرنس کی مجلس قائمہ میں تقریر کرتے ہوئے کامریڈ نارائن ریڈی نے اس الزام کا جواب دیا کہ وہ آندھرا کانفرنس کو کمیونزم کی طرف لے جا رہے ہیں اور کہا کہ:-

"کسی دیسکھ کے خلاف جبکہ یہ شکایت پیش ہو کہ بغیر مزدوری دئے مزدوروں سے کام لیا جاتا ہے تو مزدوروں کے ساتھ ہمدردی کرنا مزدوروں کو شکایت پیدا ہو جاتی ہے تو مزدوروں کے حقوق اور مزدوروں کا دولت کی جد وجہد وغیرہ کیا کمیونزم کا پرچار ہے؟"

ہماری رائے میں یہ سرمایہ دارانہ کمیونزم ہے۔ کامریڈ مخدوم محی الدین کی کیا رائے ہے؟

---

کمیونسٹ پارٹی کی کارگزاری پر تبصرہ کرتے ہوئے کامریڈ نارائن ریڈی نے فرمایا:-

"ہم نے یوم چین اور گاندھی جینتی وغیرہ منایا"

کون کہہ سکتا ہے کہ ان جلسوں کے انعقاد کے بعد اس جماعت کو عوامی حکومت کا مطالبہ کرنے اور وزارت کی کرسیوں پر نظر جمائے سوچ حاصل نہیں ہوگیا؟

---

ہم ایک سماجی اور معاشی انقلاب سے بہت قریب ہیں اور خود زمانہ کی ضرورتیں ہیں اور ہماری حکومتوں کو اس انقلابی قوت سے آشنا کر رہی ہیں جو قدیم نظم زندگی کی سطح کے نیچے ابھر رہی ہے۔ (ایک پیام)

سماجی انقلاب کی تو ہمیں خبر نہیں البتہ ایک معاشی انقلاب ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ بعض جریدہ نگار اخبار کے بجائے اخباری کاغذ بیچ رہے ہیں۔ انقلاب زندہ باد!!

---

جامعہ عثمانیہ میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر ارنڈیل نے فرمایا:-

"تعلیم اور اس کی افادیت کا لحاظ کرتے ہوئے تعلیم کا حقیقی مقصد کردار سازی ہے۔"

ہمیں ڈاکٹر صاحب سے اتفاق نہیں کیونکہ انجمن طلبہ کے سرگرم رکن کامریڈ جیکا پرشاد کا خیال ہے کہ تعلیم کا مقصد طالب علم کو "کامریڈ" بنانا ہے ——— خواہ "کامریڈ شیخ چلی" ہی کیوں نہ بن جائے۔

---

چرخہ، ہریجنوں کی اصلاح اور ہندو مسلم اتحاد مہاتما گاندھی کے اہم تعمیری پروگرام میں شامل ہیں۔ یہی وہ تعمیری پروگرام ہیں جن پر گاندھی جی ہمیشہ زور دیتے رہے ہیں اور کہتے رہے ہیں کہ تعمیری پروگرام کے بغیر ہندوستان کو سیاسی آزادی نہیں مل سکتی۔

(ریت)

پہلے اتحاد بعد آزادی، پہلے آزادی بعد اتحاد، یہ دو نعرے ہیں جو ۱۹۲۲ء سے یکے بعد دیگرے لگائے جا رہے ہیں۔ موسم کی تبدیلی کی طرح نعرے بھی بدلتے رہتے ہیں اور عوام ان نعروں سے حسب دستور مسرور اور مطمئن ہیں اور لیڈر اس راز سے واقف ہیں کہ ہندوستان کا ہر باشندہ ہے

تاویل کا پھندا کوئی صیاد لگا دے
یہ شاخ نشیمن سے اترتا ہے بہت جلد

---

# غذائی اجناس اور زر مالگزاری

## معاصر "رعیت" کا تبصرہ

گزشتہ ہفتہ "مملکت" کا ایک مضمون زر مالگزاری کی معافی سے متعلق شائع ہوا تھا جس پر تبصرہ کرتے ہوئے معاصر "رعیت" نے جو رائے لکھی ہے۔ ان کے اہم اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں تاکہ دیگر اہل الرائے حضرات بھی غور فرمائیں۔

"ہمیں نہیں معلوم کہ اس تجویز میں کہاں تک اصلیت ہے۔ لیکن یہ تجویز تو ضرور ایک انقلابی ہے۔ نہیں معلوم یہ انقلابی تجویز صرف زمانہ جنگ کے لئے مخصوص ہے یا یہ کوئی مستقل نوعیت رکھتی ہے۔ اگر عارضی حیثیت رکھتی ہے تو یہ صرف ایک زمانہ جنگ کی ہم روانی ہی ہو سکتی ہے تاکہ اجناس خوردنی کی پیداوار میں اضافہ ہو ........ اگر یہ صورت نہیں ہے بلکہ یہ تجویز کوئی مستقل نوعیت کی ہے تو یقینی یہ اس قابل ہے کہ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے۔ مولوی صاحب کی رائے کے مطابق ہے کہ جس میں اجناس خوردنی کے کسی اور جنس کی کاشت نہیں کی جا سکتی جنگلی اراضیات کا اجناس خوردنی اور غیر خوردنی کی کاشت کے رقبوں کی حیثیت سے تعین ہونا نہایت مشکل ہے۔ اگر جنگلی اراضی کے کسی رقبہ میں ایک سال اجناس خوردنی کی کاشت کی جاتی ہے تو دوسرے سال اجناس غیر خوردنی کی۔ اس طرح اگر ایک کاشتکار ایک سال اپنی مقبوضہ اراضی کے کسی رقبہ میں اجناس خوردنی کا کاشتکار رہتا ہے تو دوسرے سال وہ غیر خوردنی اجناس کا۔ لہٰذا صرف ایسے غیر غذائی فصلوں کی کاشت کرنے والے کاشتکاروں کا تعین بھی بہت مشکل ہے جن پر محاصل کا بار عائد ہو۔ تقریباً جملہ کاشتکار اجناس خوردنی اور غیر خوردنی کی کاشت کرتے ہیں اس طرح سب پر محاصل کا بار عائد ہوگا البتہ وہ رقبہ جات مالگزاری سے مستثنیٰ ہوں گے جن میں اجناس خوردنی کی کاشت ہو اور جن میں غیر غذائی فصلوں کی کاشت ہو ان پر محاصل کا بار عائد ہوگا اور رقبہ جات کی یہ نوعیت ہر سال بدلتی ہی رہے گی۔

ہماری بحث کا خلاصہ یہ تھا کہ غذائی اجناس اور غیر غذائی اجناس کے رقبوں کا تعین نہایت مشکل ہے اگر اس قسم کا امتیاز قائم کیا جائے تو پھر اس کا سارا دارو مدار دفتر دیہی کے سالانہ اندراجات پر ہی رہے گا اور ظاہر ہے کہ اس میں کافی بدعنوانیاں ہو سکتی ہیں۔ نیز یہ ضروری ہے کہ دفتر دیہی کے سالانہ اندراجات سے آزاد کیا جائے ..... اس کی صورت صرف یہی ہو سکتی ہے کہ بجائے اجناس خوردنی اور غیر خوردنی کی تمیز کے مالگزاری وصول ہی نہ کیا جائے۔ البتہ جب کاشتکاروں کے کھیتوں سے غیر غذائی اجناس مارکٹ کو آجائیں تو ان پر غذائی اجناس کے مقابلہ میں اونچی شرح محصول فروخت عائد کی جائے اور تقریباً کوئی غیر غذائی جنس مارکٹ کو آئے بغیر نہ رہے گی۔ اگر یہ طریقہ اختیار کیا جائے تو اس کا نتیجہ یقیناً یہی برآمد ہوگا کہ کاشتکار غیر غذائی اجناس کے مقابلہ میں زیادہ غذائی اجناس کی کاشت کی جانب مائل ہوں گے اور غیر غذائی اجناس کا رقبہ محدود رہے گا ........ اور ایسے کاشتکاروں پر جن کی آمدنیاں ایک مقررہ مقدار سے زائد ہوں انکم ٹیکس عائد کیا جا سکتا ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ چھوٹے کاشتکار ہر قسم کے محاصل کے بار سے مستثنیٰ ہو جائیں گے ........ اس سلسلہ میں بعض اور اہم سوالات پیش ہو جاتے ہیں جن کا حل کیا جانا ضروری ہے۔ مثلاً صرف الخاص علاقہ جات کا ہی اہم سوال ہے جو بڑے یا چھوٹے جاگیرات اور ستانات وغیرہ پر مشتمل ہیں بلکہ ایسے بے شمار انعامداروں، مقطعہ داروں اور زمینداروں وغیرہ کا بھی سوال نہایت اہم ہے جو اپنے انعامی زمینات لگان پر دیتے ہیں۔ کیا ایسے تمام افراد کے لگان وصول کرنے کا حق بحال رہے گا؟ اگر بحال نہ رہے گا تو ان کا کیا حشر ہوگا؟ ........

بہرحال تجویز تو نہایت دلچسپ اور انقلابی ہے خواہ وہ کسی کے ذہن کی کاوش کا نتیجہ ہو۔"

## کانگریس پر عائد کردہ الزامات کے متعلق

### مولانا آزاد کا وائسرائے کے نام خط

واردھا۔ یکم۔ نومبر۔ صحافت کے نام ایک بیان میں ڈاکٹر محمود نے کہا کہ وائسرائے اور گاندھی جی کے مابین مراسلت کا مطالعہ کرنے کے بعد کانگریس مجلس عاملہ نے مشورے کئے اور عارضی طور پر وائسرائے کے نام ایک خط روانہ کیا۔ ڈاکٹر محمود نے عوام کے علم کی خاطر پریس کو اس خط کا متن حوالے کیا۔ جو صدر کانگریس مولانا آزاد نے لکھا ہے متن حسب ذیل ہے۔ "میں اس بات کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ہمارا تعلق ہے اجتماعی اور انفرادی حیثیت سے کانگریس ادارہ کی جانب سے ہم کہہ دیتے ہیں کہ آپ کا یہ الزام کہ کانگریس نے کسی خفیہ تحریک منظم کی غلط اور قطعی بے بنیاد ہے۔

آگے چل کر اس خط میں کہا گیا ہے "ہم بخوبی جانتے ہیں اور با وثوق ذریعہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ کل ہند کانگریس کمیٹی نے کسی وقت بھی ایسی کوئی مہم آغاز نہیں کی۔ اور نہ اس کے سلسلہ میں کسی قسم کی ہدایات جاری کیں۔

اس خط میں کسی خفیہ تنظیم سے علم بھی انکار کیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ "ہم اس قسم کی تنظیم سے لاعلم ہیں اور اس قابل ہیں کہ اس سے متعلق کچھ معلوم کر سکیں لیکن ہم یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ کوئی کانگریسی اور اہم شخص یا دہشت انگیزی کے کام میں مصروف نہیں ہو سکتا۔ ہاں البتہ کانگریس اس کو اپنا فرض سمجھتی ہے کہ بعض خاص حالات کے تحت کھلے طور پر سول مقاومت جاری رکھیں لیکن ان کا ان الزامات سے کوئی تعلق نہیں جو آپ نے لگائے ہیں اس کا امکان ہے کہ کسی اوسط سرکاری افسر یا پولیس مین سے دوغلا معاملہ مول نہ فرمائی اور ہم ہیں کہ کوئی امتیاز باقی نہ رہے۔ لیکن ہم انکار نہیں کرتے اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ہم اپنے آدمیوں کو خوب جانتے ہیں کہ وہ دہشت انگیزی کسی حال دہشت انگیزی اور ہم ذاتی طور پر قبول نہیں کر سکتے۔

آگے چل کر خط میں کہا گیا ہے کہ "اگر کانگریس اپنی پالیسی میں تبدیلی کا فیصلہ کرے تو وہ کھلے طور پر اور نہایت طور پر اپنے مسالک کو تبدیل کر سکے گی جس کا کانگریس اعلان کر سکتی ہے اس میں یقیناً اپنے مقصد و مسلک کے حصول کے سلسلہ میں جرات کا فقدان نہیں۔

خط میں بیان کیا گیا ہے کہ کانگریس جنگی سیاسی بحران سے کسی طرح فائدہ اٹھانا نہیں چاہتی اور کسی دن کا فیصلہ مقدم کر لیا ہے جب ہم ساری دنیا کے عوام کو ساتھ کریں گے اور کانگریس پر جو الزامات عائد کئے گئے ہیں ان کا فیصلہ ان ہی پر چھوڑ دیں گے۔"

## ہندوستان اور دیگر ممالک کے اسٹرلنگ قرضے

ملکتہ۔ یکم۔ نومبر۔ مسٹر سرجان اینڈرسن وائسرائے کی کمیٹی نے کل دارالعوام میں اسٹرلنگ قرضہ جات کی ادائی کی ذمہ داریوں کی نسبت جو حکومت ہند اور دیگر ممالک کے ساتھ ہیں کے سلسلہ میں آیا جو سوالات کئے گئے تھے ان کے جواب دیئے۔

سرجان نے کہا کہ اسٹرلنگ قرضہ جات فروخت کئے جانے والے جائیداد کی رقم سے بہتر ہیں اور اس طرح قومی قرضہ جات میں ان کا اپنا حصہ کسی طرح بھی موجود نہیں ہے۔ باوجود اس کے ان قرضہ جات کا ایک بہت بڑا تناسب بالواسطہ یا بلاواسطہ حکومت سے ان امکانات پر صرف کیا گیا ہے جو قلیل المدت تھے اس کی کاشت سے قومی قرضہ جات کا ایک حصہ لیا گیا تھا لیکن یہ کہنا غلط ہوگا کہ اس طرح کسی ملک کے اسٹرلنگ اثاثہ کو روک دیا گیا ہے۔ قرضہ جات اسٹرلنگ ہیں اور کسی مقام پر بھی قابل حصول ہیں اور وہاں سے ان کی ادائی ہو سکتی ہے۔

# ذخیرہ باز بدامنی پھیلا رہے ہیں

## غذائی صورت حال کی بہتری کے لئے صارفین اور کاشتکار کا اتحاد ضروری ہے

مولوی عبد اللہ صاحب تعلقدار ضلع نلگنڈہ کی تقریر کے اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جو آپ نے کانفرنس مجلس قیام امن ضلع نلگنڈہ کے موقع پر کی تھی۔

جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں اتحادیوں کی ہمت صبر و استقلال اور فراست کا نتیجہ ہے کہ جنگ کے حالات بدل گئے ہیں اور وہ دن دور نہیں ہے کہ ہم ایک پائدار امن کی فضا میں ایک نئی دنیا کی تعمیر میں مصروف ہو جائیں گے جس میں ہر فرد کی صلاحیتوں کو نمایاں ہونے کے مواقع حاصل ہوں گے جس میں ہر شخص کے لئے روزگار کے دروازے کھلے ہوں گے اور کوئی شخص بھوکا رہنے اور بھیک مانگنے پر مجبور نہ ہوگا۔ [illegible] اور ہر شخص سماج سے اپنا حق پائے گا۔ چنانچہ بیوریج اسکیم اور شوسل سیکیورٹی جیسی اسکیمیں روبعمل لائی جا رہی ہیں۔ غرض کہ یہ ایک مستقل جہاد ہوگا جہالت کے خلاف افلاس کے خلاف اور انسانیت کی بیماریوں کے خلاف۔

مجلس قیام امن کی تشکیل کا مقصد بھی یہی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ سماجی شعور اس قدر بیدار کر دیا جائے کہ دشمن رجحانات پنپ نہ سکیں اور امن کے لئے جینے اور مرنے کا شعور راسخ ہو جائے۔

امن جنگ کو بھڑکی ہوئی انسانیت کی جنگ کہئے جو انتہائی دقت سے ان تیرہ دلوں کے خلاف ہو رہی ہے۔ اس کے مقابلہ کے لئے دنیا کی امن پسند قوتوں کے سمیٹنے کی ضرورت تھی [illegible] انسان کو انسان سے قریب کیا جائے فکر و خیال کی غلامی سے آزاد کیا جائے تاکہ ایک عالمی بھائی چارہ اور عالمی ذہن پیدا ہو جائے اور رنگ و نسل کی تفریق نہ ہو اور اونچ نیچ کے امتیازات مٹ جائیں۔

حیدرآباد بھی ان امن پسند قوموں کے ساتھ مل کر برطانیہ کے یار وفادار کی حیثیت سے شاہانہ رہنمائی میں اس جنگ میں اپنا حصہ ادا کر رہا ہے۔ یہ سچ ہے کہ جنگ ہم سے ہزاروں میل دور سمندر، ہوا اور پانی میں لڑی جا رہی ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ ان تباہ کاریوں اور ہولناکیوں سے ہم تقریباً بچے ہوئے ہیں لیکن یہ واقعہ ہے کہ ہندوستانی سپاہیوں کی طرح [illegible] دور جنگ کے مختلف محاذوں پر اپنے زور بازو کے جوہر دکھا رہے ہیں اور جاپانی درندوں کو ان کی جرأت نے سرزمین ہند سے واپس لوٹنے پر مجبور کیا ہے۔ ہم ان کے کارناموں اور قربانیوں کا خیال کرتے ہیں تو بڑی طمانیت ہوتی ہے اور مملکت کی جانب سے اس کی جو خدمت ہو رہی ہے ہمیں اس کے احساس سے جذبہ تشکر ہو جاتا ہے۔ امن کی خدمت کے اس جذبہ کو اور بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ کا ضلع ویسے بھی سپاہیوں کی بھرتی میں پیش پیش رہا ہے لیکن زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو فوج میں جانا چاہئے تاکہ سپاہیانہ زندگی کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوں۔ فوجی خاندانوں کے لئے حکومت نے وسیع انتظامات کر رکھے ہیں۔ چنانچہ [illegible] کے مواضعات میں ایک معتدبہ رقم مختص کی گئی ہے جو ان فوجیوں کی واپسی پر ان کے خاندانوں کی فلاح و بہبود پر صرف کی جائے گی اور یہی فوجی واپس ہو کر دیہات سدھار کی اسکیم میں نمایاں حصہ لیں گے۔

### ذخیرہ بازوں کے تخریبی اعمال

جیسا کہ میں اوپر کہہ چکا ہوں جنگ ہم سے بہت دور لڑی جا رہی ہے لیکن جنگ ہی واحد چیز نہیں جو امن کو متاثر کرے بلکہ جنگ تو امن دشمن قوتوں کی انتہائی قوت و طاقت کے مظاہرہ کا نتیجہ ہوتی ہے جس سے امن کی قوتیں نبرد آزما ہو جاتی ہیں اور یہی چیزیں ہیں جو بدامنی پھیلاتی ہیں۔ ایسے ہی تخریبی اعمال کی روک تھام کرنا مجلس قیام امن کا بڑا مقصد ہے۔ تخریبی اعمال کے ساتھ ہی ممکن ہے کہ وہ واقعات آپ کے ذہنوں میں تازہ ہو گئے ہوں گے جو ہمسایہ علاقوں میں کچھ عرصہ پہلے رونما ہوئے تھے۔ تخریبی اعمال سے میرا مقصد اور مفہوم وہ سماج دشمن رجحانات ہیں جو بعض بدا ندیش اور خود غرض افراد نے اجناس خوردنی اور اشیائے ضروریات کے کاروبار میں روا رکھا جس سے ملک میں غذائی بحران پیدا ہو گیا۔ عوام کو غذائی اجناس کی قلت کی وجہ سے پریشانی اور تکالیف برداشت کرنی پڑیں اور ان کی پرسکون زندگی متاثر ہوئی۔ سماج کے یہ مجرم حکومت کے بھی مجرم ٹھیرے اور ان کے خلاف سخت قوانین نافذ کئے گئے۔ حکومت کسی طبقہ کے بھی ایسے رجحانات اور ایسی سرگرمیوں کو نظر انداز نہیں کر سکتی جو حضرت اقدس و اعلیٰ کی رعایا کو تکلیف میں مبتلا کریں اور مملکت کے اعلیٰ تر مفاد کے منافی ہوں۔ اس تخریبی ذہنیت کی تباہ کاریوں کا آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ حضور پرنور کی رہنمائی میں حکومت سرکار عالی نے کاشتکاروں سے لازمی خریداری کے ذریعہ کثیر غذائی ذخائر فراہم کرنے اور غذائی حالت کو کنٹرول اور راشننگ کے نظام اور دوسری موثر تدابیر کے ذریعہ تباہ کن حالات سے بچا لیا۔

### صارفین اور کاشتکار کا اتحاد

جب چور بازاروں کے ایک خود غرض طبقے نے [illegible] کو بھلا دیا کاروباری حلقوں کے تیور دیکھ کر حکومت نے غذائی انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ سیل سوسائٹی دراصل صارفین اور کاشت پیشہ طبقہ کا اسی ذہنیت کے خلاف اتحاد ہے جس کو سرکار کی سرپرستی حاصل ہوئی اور اضلاع سرکار عالی میں نافذ کرنے کی اسکیم منظور فرمائی گئی۔

سیلس سوسائٹی کے کاروبار میں ترقی کے بڑے امکانات موجود ہیں۔ وہ کاشتکار کے لئے زرعی پیداوار کا بہتر بازار فراہم کر سکتی ہیں جو لیوی کی اسکیم سے پہلے کاشتکار کو کبھی نصیب نہ تھا۔ اب درمیانی آڑتی کے نکل جانے کی وجہ سے اپنی پیداوار کا خود کاشتکار معقول منافع حاصل کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اچھی کھاد کی فراہمی، بہتر زرعی تخم کے ذخیرہ کرنے، دیہی قرضہ چکانے اور ارزاں داموں میں زرعی آلات اور دیگر ضروریات کی چیزیں مہیا کرنے سے دیہی آبادی کی خوشحالی اور آسودگی کا موجب بن سکتا ہے۔ اور ان سیلس سوسائٹیوں کی وجہ سے دیہی علاقوں میں امداد باہمی کی برکتوں سے وسیع پیمانہ پر استفادہ کرنے کی صورتیں نکل آئیں گی۔

چور بازار کو کوئی بھی اچھا نہیں کہتا۔ ذخیرہ بازی کو سب برا جانتے ہیں۔ اندر کے لین دین میں نفع اندوزی کی ذہنیت کو سب غیر انسانی و غیر شریفانہ کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ ایسا کہنے والوں میں وہ لوگ بھی ہیں جو بارہا ان اعمال کے مرتکب ہو چکے ہیں اور وہ بھی جو اپنی بد دیانتی اور قانون کی گرفت سے بچنے کے لئے بددیانتی کے ترغیبات میں دوسروں کو بھی پھانس لیتے ہیں۔ یہ سب اس لئے ہو رہا ہے کہ موجودہ سوسائٹی ان لوگوں کو پالتی اور پرورش کرتی ہے اس میں چھپ کر چور گھسنے اور اس کے ساتھ مجرم کا سا برتاؤ کرنے کی سکت نہیں۔

انسانی ذہن اور سوسائٹی کو اس تخریب سے بچانا مجلس امن کے اعلیٰ وظائف میں اس کو پہلی اہمیت دی جانی چاہئے تاکہ سوسائٹی کی اصلاحی قوت ان تخریبی اعمال اور رجحانات کا ازالہ کر دے جو آگے چل کر امن کو متاثر کرنے کا موجب بنیں۔

### رفاہی کام

دستگیری کا جذبہ زندگی کا بڑا سرمایہ ہوتا ہے ہم کو اس کا تحفظ کرنا چاہئے ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ عام بے حسی پیدا ہو جائے گی۔ کیا آپ کے ذہن میں یہ ہوٹل اور شہر کے ایسے نظارے محفوظ ہیں جہاں آپ مرغن غذائیں کھا کر نکل رہے ہوں پان کی سرخی آپ کے چہرے پر پھیلی ہو اچھے سگریٹ یا سگار کے کش آپ کے ہاتھ میں لہرا رہا ہو۔ ایک نابینا عورت ایک لنگڑا بوڑھا ایک جذامی جس کا ہاتھ بھیک کے لئے اٹھ جاتا ہے لیکن آپ سگریٹ کا دھواں چھوڑتے ہوئے نکل جاتے ہیں۔ ان میں سے کسی کے حصہ میں آپ کی فضول خرچی کا مزہ نہیں آتا۔ اگر ایسی صورت میں یہ اندیشہ ظاہر کروں کہ بے حسی پیدا ہو رہی ہے اور ہو جائے گی تو آپ مجھے غلط نہ سمجھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کا ازالہ جلد کیا جائے۔ یہ زمانہ حرکت و عمل کا زمانہ ہے ہم کو ہر تعلقہ میں ان کے رہنے سہنے کا انتظام کرنا چاہئے۔ ان کا سماج پر حق ہے۔ سماج کو اپنے اس فرض کو ادا کرنا چاہئے۔ تحصیلدار صاحب [illegible] کنڈہ نے اس کی ابتدا کر دی ہے

علاوہ کے تفصیلدار صاحب نے مجھ کو تمام اس مقصد کے لئے جمع کر لئے ہیں اور تعلقوں میں بھی انتظامات ہو رہے ہیں۔ کیا جاتا ہوں کہ دولت و ثروت رکھنے والے خصوصاً ان رفاہی کاموں میں نمایاں حصہ لیں۔ اس قسم کے رفاہی کام سوسائٹی کے مزاج کو جلا دیتے ہیں اور پر امن فضا کی تخلیق میں مدد دیتے ہیں۔

میں آخر میں شہزادی نیلوفر صاحبہ کے درد مند دل سے نکلی ہوئی اس اپیل کا بطور خاص ذکر کرنا چاہتا ہوں جو شہزادی صاحبہ نے بجانب امداد طلبی برائے خواتین و اطفال حیدرآباد دکن کے سلسلہ میں جاری فرمائی ہے جس کی شہزادی صاحبہ بہار نے صدارتی قبول فرمائی اور جس سے خسرو دکن و برار نے پیام نشانات کے ذریعہ اپنی گہری دلچسپی کا اظہار فرمایا ہے۔ آخر میں اس کا ذکر اس لئے کر رہا ہوں کہ میں آپ اس کو بھول نہ جائیں۔ نہ بہت اہم مسئلہ ہے جس پر ہم سب کو یہاں غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے دیہات میں مضر صحت حالات کی جو کثرت ہے اعداد سے قومی زندگی جیسے خطرات میں مبتلا ہے اس کا اندازہ ولادت و اموات کے اعداد و شمار اور بچوں اور عورتوں کے خوفناک واقعات ہلاکت سے کیا جا سکتا ہے۔ یہ تمام چیزیں آپ کو دعوت عمل دے رہی ہیں۔ میرے خیال میں ان کی تکمیل و میدان جنگ میں کوئی ہوگی تا کہ آپ بعد جنگ کی وسیع اسکیموں کے نفاذ سے پہلے بہتر نتائج حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں۔ یاد رکھئے کہ یہ کام آپ کو ہر قسم کے جذبات سے بالاتر ہو کر کرنا ہوگا۔

---

# ممالک بلقان میں اشتراکی اثرات

## ترکی کا موقف

---

نیویارک۔ ۱۰ اکتوبر۔ اس امر کے امکانات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے کہ بلقان کی موجودہ صورت حال سے ان مختلف ممالک کے وفاق کی تحریک پیدا ہوگی جو گزشتہ کئی سال سے ایک زبردست انتشار کا شکار ہیں۔ اس انتشار کے نئے مرحلہ بلقان۔ یا تیں بھی ہیں جگہ روس برطانیہ۔ سربیا ہنگری اور جرمنی بھی ذمہ دار ہیں، جنہوں نے اپنے حلقہ اثر کو وسیع کرنے کی۔ بلقان میں وسیع انتظار پیدا ہونے جیسا اس کی کوشش کی کہ یہ اس طریقہ پر اتحاد قائم ہے۔ یہی ہمیشہ بلقان میں ہوتا آیا ہے لیکن بہت دول اس کے خلاف ایسے جذبات کے جو بہ استعمال کرتے ہے جن سے اس اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں انہیں کامیابی حاصل ہوئی۔

بلقان کی دو عظیم شخصیتیں جن کا تدبر مسلمہ تھا اسی تحریک کے علمبردار تھے اور اسی وجہ سے یہ دونوں شہید ہوگئے۔ ایک بلغاریہ کی کسان جماعت کے لیڈر سٹیمبولیسکی تھے جنہوں نے ماسکو کی سرخ بین الاقوامی تحریک کے خلاف تمام بلقانی ریاستوں کو ملا کر ایک متحدہ بین الاقوامی تحریک کا آغاز کیا جو خود ان کے دستخطوں سے مشترک مسلک بین الاقوامی تحریک کہلانے لگی

لیکن اس تحریک کو سرسبز ہونے نہ دیا گیا اور سربیا کے ایک قاتل نے ۱۹۲۳ء میں انہیں قتل کر دیا۔

دوسرے مدبر یوگوسلاویہ کی کروٹ کسان جماعت کے قائد اسٹیفن راڈیچ تھے جنہوں نے یوگوسلاویہ کو تمام بلقانی قومیت کا مرکز بنا کر یہاں جمہوری نظام کی داغ بیل ڈالنے کی کوشش کی لیکن حکومتی پارٹی کے ایک ممبر نے ۱۹۲۸ء میں انہیں اپنی گولی کا نشانہ بنا دیا۔

موجودہ حالات کی روشنی میں یہ اندازہ لگانا سر ان دونوں لیڈروں نے جو تحریک کی تھی اور جس نظام کی داغ بیل ڈالی تھی اس کی پرداخت کا اور اس پودے کو جس میں کچھ کونپلیں نکل آئی ہیں۔ سینچنے کا کام ماسکو کے پیرو انجام دے رہے ہیں۔ یوگوسلاویہ میں مارشل ٹیٹو نے تمام ملک پر مکمل تسلط حاصل کر لیا ہے۔ ملک شاہ پیٹر لندن کی نذر ہو چکے ہیں۔ ٹیٹو کے متعلق یہ کہہ دینا کافی ہے کہ انہوں نے ماسکو میں تعلیم حاصل کی ہے اور اشتراکی جماعت کا پیرو ہے۔ اس لیڈر کا جمہوریت پسند ثابت ہوا ہے اور یہی سمجھا جا رہا ہے کہ مخالف حالات کے باوجود یوگوسلاویہ میں اشتراکی حکومت ہی عوام کی کامل تائید حاصل کر سکتی ہے اور اب شاہی اقتدار کو زیادہ حالات پر پیدا نہیں کر سکتے ہیں۔

جس وقت روسی فوجیں صوفیہ میں داخل ہوئیں تو اہل بلغاریہ نے سرخ جھنڈیوں سے ان کا خیر مقدم کیا اور اپنے آپ کو خون کے اعتبار سے روسیوں کا بھائی ظاہر کیا بلغاریہ کے موجودہ طفل شاہ کے آئندہ تخت نشین ہونے کا خاتمہ ہو چکا ہے لوگ کی جا رہی ہے کہ ماسکو سے جارج دیمتروف اپنے وطن بلغاریہ کو بہت جلد واپس ہوں گے۔ اشتراکی لیڈر ہونے کی حیثیت سے حال حال تک مستقر عمومی کی خدمات ماسکو میں انجام دے چکے ہیں۔ اس طرح بلغاریہ کو واپسی پر جنگ کے بعد اشتراکی حکومت کسی طرح مخالفت کا شکار نہ ہو سکے گی۔ یوں بھی اس ملک میں ان کا اقتدار ہو گیا ہے۔

رومانیہ میں سرخ فوج کے انہماک نے تدبر اور سیاسی دانائی کا ثبوت دیا۔ وہ ملک کے داخلی امور سے اپنے آپ کو بے دخل رکھ کر بادشاہ کو کل تنہا چھوڑ دیا لیکن دوسرے ممالک کی طرح رومانیہ کو بھی اس کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنی حکومت کا انتخاب آپ کرے۔ آئندہ انتخاب سرخ افواج کے باافراد برتاؤ سے متاثر ہوئے بغیر نہیں۔ دستگاہ اس لئے تعجب نہ ہوگا اگر اشتراکی جماعت پارلیمنٹوں کی اکثریت حاصل کرے۔

۱۹۱۷ء میں رومانیہ میں جو انقلاب ہوا تھا اس کے تحت بڑی بڑی اراضیات کسانوں میں تقسیم کر دی گئی تھیں لیکن دوسرے بلقانی ریاستوں کی طرح ان کی حمایت میں اس کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ ان زمینات کی واپسی ہو۔ ماسکو سے یقیناً ان کے اس مطالبہ کی تائید ہوگی۔

ہنگری میں زار کے زمانہ میں روس کی طرح گزشتہ تین سال سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا کہ سرمایہ داروں کے ایک مختصر طبقہ کا تسلط زمینات پر ہے۔ روسی اقتدار کی کارفرمائی جائیداد کی اصلاحات کا باعث ہوگی اور اراضیات کے جدید قانون بنیں گے جن سے زمینات کی تقسیم ہوگی۔

روس کے حلیفوں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ تمام بلقانی ممالک کسی نہ کسی اعتبار سے روس سے متعلق ہیں۔ اب دوسرا اقدام یہی ہوگا کہ یہ تمام ریاستیں جا بیرونشتر آئیں گی۔ روس سب میں ختم ہو جائیں اس کے لئے راستہ تو اسی وقت پیدا کر لیا گیا اور ساری تیاریاں بھی کرلی تھیں جب کہ روس نے اپنی تمام ریاستوں کی آزادی کا اعلان کر دیا۔

لیکن سوال دو بڑی طاقتوں یونان اور ترکی کا باقی رہ جاتا ہے۔ یہ دونوں مملکتیں کا کیا ہوگا؟ اس پر کوئی شبہ نہیں کہ دونوں ممالک ہی چرچل اسٹالن کی گفت و شنید کا سب سے اہم موضوع بنے رہے۔ اب مسٹر چرچل ماسکو میں ہیں تو ادھر برطانوی فوجیں یونان میں اتر رہی ہیں اور روسی فوجیں یونان کی سرحد پر پہنچ چکی تھیں۔ یہ کوئی اتفاقی حادثات نہیں ہیں۔ اس لئے کہ برطانیہ اپنی عظیم ترین سلطنت و دولت عامہ کے مفاد کی خاطر مشرقی بحیرہ روم میں اپنے اختیارات و نیابت ضروری تصور کرتا ہے۔ مسٹر پاسکس کی سنجات و بندگی میں پلٹ کر فوائد کے تعاون کے مسئلہ کو مسٹر چرچل نے درہ دانیال پر برطانوی تسلط کا حق ملنے کی شرط پر طے کیا ہوگا۔

درہ دانیال کی اہمیت کسی طرح پوشیدہ نہیں اس پر سب ہی کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں۔ نپولین نے کہا تھا کہ اس پر جس کسی نے قابو پا لیا وہ ساری دنیا کو سپنا سکتا ہے۔ شمالی حصہ بحر ابیض کے مرکزی امور کے روس کا بیان ہے کہ ہر جگہ اشتراکی رجحانات قوی تر صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ چنانچہ اس کو بھی امکان قوی ہوتا جا رہا ہے کہ یونانی حکومت اشتراکی نظام کو پسند کرے۔

لیکن سب سے پیچیدہ سوال ترکی کا ہے۔ ترکی کی موجودہ حکومت خود مختار ہے اور فطری طور پر اسے اشتراکیت سے کوئی سروکار نہیں۔ لیکن روس اور ترکی کے ہمیشہ ہمیشہ انتہائی خوشگوار تعلقات رہے ہیں۔ موجودہ صدر عصمت انونو جب کمال اتاترک کے عہد صدارت میں وزیر اعظم کی حیثیت سے ماسکو گئے تھے تو ان کا جس طرح شاہانہ استقبال ہوا تھا شاید ہی اس کی مثال۔ پیش کی جا سکے۔ چنانچہ کمال اتاترک کو روسیوں کی طرف سے اعلیٰ عملی اور اخلاقی کمال کا پوری طرح ساتھ بھی دیا تھا جس کے باعث ترکی میں انقلاب نے بعض کلیدی مقامات حاصل کئے جو ابھی ان کے اقتدار سے باہر نہیں۔

مارشل اسٹالن کے متعلق مشہور ہے کہ وہ اپنے حلیفوں کا ذمہ دار محسوس کرتے ہیں۔ اور ان کے مطمح نظر کو حقیقہ انتہائی ماجرا دکھایا گیا ہے۔ چنانچہ اس کا امکان ہے کہ مشرقی بحیرہ روم میں اپنی حیثیت اور اقتدار کو تسلیم کروانے کے لئے مسٹر چرچل کو بہت بڑی پیشکش کرنی پڑی ہوگی۔

(امریکن نیوز)

# آل انڈیا ریڈیو اور اردو

آخر بے چارے آل انڈیا ریڈیو پر بھی شامت آ ہی گئی۔ ۳۰ر ستمبر کے ہندوستان ٹائمس میں لکھنؤ کے اشتراکی حضرات کے جلسے کی کیفیت درج ہے جو کاشی جی یا پریاگ راج میں نہیں بلکہ لکھنؤ میں ہوا جس کی خاک میں میرؔ اور سوداؔ، ناسخؔ اور آتشؔ آسودہ ہیں اور جس میں نسیمؔ و سرشارؔ، نظرؔ اور فرحتؔ کی خاکستر ملی ہوئی ہے۔ رائے بہادر کنور گرو ندر اس جلسے کے صدر تھے۔ جلسے کی غرض و غایت لکھنؤ ریڈیو کی مخالفت اور مذمت تھی۔ الزام یہ تھا کہ وہ ہندی کو پس پشت پھینک کر ہندستانی کی دوغلی چادر کی اوٹ میں اردو کا پروپگنڈا کر رہا ہے۔ اگر وہ اس حرکت سے باز نہ آیا اور اس نے اپنے پروگراموں میں ہندی کو مناسب جگہ نہ دی تو اسے بائی کاٹ کیا جائے گا۔

ہماری سمجھ میں نہ تو بخاری صاحب کی وکالت آسان ہے اور نہ زبان کے بارے میں ہم اول سے آخر تک ان کے گلے کی لسانی پالیسی کے حامی رہے ہیں۔ اس کی شہادت میں ہماری زبان کے وہ نوٹ ہیں جو وقتاً فوقتاً ہم کو لکھنے پڑے لیکن سچی بات کے اظہار میں ہم گریز نہیں کر سکتے۔ اگر پرتگال کی کمزوری، ساتھی ایڈ بہادر اور نانا پو ناصبی گھوڑ سے ہم نے کبھی خاموشی سے نہیں سنیں مگر چونکہ ہم جانتے تھے کہ یہ سب کچھ دکھاوا ہے اس کی بے نظیر فصاحت کا نمونہ برادران وطن کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر ہو رہا ہے ہم نے آل انڈیا ریڈیو کو بائی کاٹ کرنے کا کبھی اعلان نہیں کیا۔ سمجھایا بجھایا، شکایت کی، اصلاح کا مشورہ دیا لیکن اس آخری حد تک نہ پہنچے جو لکھنؤ کے ہندی والوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ گاندھی جی نے انھوں نے بائی کاٹ کا منتر پڑھایا لیکن ہندوستانی کا لفظ دیکھا جس سے انھیں اتنی چڑ معلوم ہوتی ہے۔ فورٹ ولیم کالج میں جس معنی میں یہ لفظ استعمال ہوا تھا اس سے قطع نظر جن معنی میں اب یہ لفظ استعمال ہو رہا ہے اس سے ہمیں ہرگز اتفاق نہیں۔

اسی اشاعت میں ایک نوٹ کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ مسٹر ایمری نے انڈیا ہاؤس میں گورکھا وغیرہ ہندوستان کی فوج والوں سے اردو میں بات چیت کی۔ اب لکھنؤ کے دیش بھگت حضرات اگر ہندی کی حمایت میں راست باز ہیں تو انھیں چاہئے کہ وزیر ہند اور انڈیا آفس کا بھی بائی کاٹ کریں کیونکہ ایمری صاحب نے ان فوجیوں سے ہندی کیوں نہ بات کی!

مگر ہم سے ریڈیو والے کیا کریں اور وزیر ہند کیا کریں کم بخت اردو زبان ایسی ہے کہ کل ہندستان میں بولی جاتی ہے۔ کسی قوم کی لونڈی نہیں۔ آزاد اور خود مختار زبان ہے جب یہ ہر ایک کی زبان ہے تو اسے ہر کوئی کیوں نہ بولے۔

کیا یہ دریافت کیا جا سکتا ہے کہ جلسہ مذکور کے صدر صاحب اپنا مطلب وائس ریگل کو کب واپس فرمائیں گے کیونکہ اس میں ایک لفظ تو خالص فارسی ہے یعنی بہادر اور دوسرا لفظ رائے بھی تحت سم ہے نہ تدبھو۔ بلکہ بقول ہندی کی بنات کے یہ لفظ صرف دیش بدیش میں پرچلت (رائج) ہے۔

آخر میں چند الفاظ وغیرہ پر اعتراض کئے گئے ہیں:۔

جیسے آداب عرض، جمعہ، جمعرات، ہفتہ، اسٹیشن، پیر، اسرار، ریڈیو اسٹیشن سے عمر، دونوں کے یہ نام سے جانے ہیں۔ اتوار، سوموار، منگل، بدھ، جمعرات، جمعہ، سنیچر۔ ان سات ناموں میں دو نام کے سوا ریکھتی جمعہ اور جمعرات باقی پانچ نام ہندی ہیں یہ بہرحال فارسی یا عربی نہیں۔ اور یہ سب نام ایسے ہی بنے جاتے ہیں۔ نہیں تو گزارہ بھی ہو جاتے ہیں۔ جمعرات کو ہی لیں تو معلوم ہوگا کہ پنجاب والا اسے ویروار کہتا ہے اور اودھ والا بیفے کہتا ہے مگر جمعرات سب بولتے اور سمجھتے ہیں اور یہ نام نہایت مختصر بھی ہے۔

رہا "آداب عرض" کا معاملہ۔ یہ اسلامی خطاب کلام نہیں۔ وہ تو ہے "السلام علیکم" یا عام لفظوں میں سلام علیکم۔ ہر مسلمان خواہ ملک کے کسی حصے کا رہنے والا ہو جب دوسرے مسلمان سے ملے گا تو یہی کہے گا۔ ہندوؤں میں اختلاف ہے دلی اور ڈپٹی دلی میں ہندو اصحاب جو ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو عمر کے فرق کے باوجود کہتے ہیں جے رام جی کی، مگر پنجاب کے ہندو ایسے موقع پر ہاتھ جوڑ کر چھوٹا بڑے سے کہتے ہیں "پیری پونا"۔ اسی طرح اور صوبوں میں اور کلمے ایسے موقع کے لئے ہیں۔ سکھ ایسے موقع پر ست سری اکال کہتے ہیں یا کہتے ہیں "واہ گرو جی کا خالصہ، واہ گرو جی کی فتح"۔ سنتے جاتے ہیں۔ آریہ سماجی ایسے موقع پر "نمستے" کہتے ہیں۔ ایک ہندو جب غیر ہندو سے ملتا ہے تو کہتا ہے "بندگی سلام"۔ "آداب" کہتا ہے۔ ان صورتوں میں آل انڈیا ریڈیو نے اگر "آداب عرض" انتخاب کر کے اسے خطابی کلمے کا منصب دیا تو کیا غضب کر دیا۔ ان کے پاس اس کے سوا اور چارہ ہی نہ تھا اور نہ اس سے بہتر خطابی کلمہ مل ہی سکتا ہے:

(ہماری زبان)

# جنگ کے اختتام سے متعلق مسٹر چرچل کا بیان

لندن ۳۱ر اکتوبر آج دارالعوام میں مسٹر چرچل نے ایک بل کو پیش کرتے ہوئے کہ پارلیمان کی مدت اور بارہ مہینوں کے لئے بڑھا دی جائے کہا کہ آئندہ موسم بہار سے پہلے جنگ کے ختم ہونے کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ وزیر اعظم نے کہا کہ متحدہ وزارت کو نازیت کے زوال سے قبل ہی نہیں توڑ دینا چاہئے اور یہ غیر ایک قیاس ہے کہ وہ کب ختم ہوگا۔ آپ کا خود قیاس ہے کہ دسمبر کے آخر میں وقوع پذیر ہوگا۔ آپ نے کہا کہ فوجی بنیاد پر یقینی کر جنگل ہے کہ جرمن کو موسم بہار سے پہلے ہی شکست دی جاسکے گی جس کو آپ نے پہلے بھی کہا ہے مگر یہ کہ بعض اعلیٰ فوجی عہدہ دار اس سے متعلق بہت پرامید ہیں۔ جنگ جیسے سیاسی انتشار کی موجودگی میں بہت جلد ختم ہو سکتی ہے لیکن ہٹلر کے گستاپو اور طفلانی دستوں کی موجودگی میں جرمنی میں اس قسم کی کوئی چیز نہیں ہو سکتی تاہم فوجی بنیادوں پر نازیت کے زوال کا شمار اوائل سے نکل جاپان کی شکست کی توقع کر سکتے ہیں۔ متحدہ وزارت کے لئے جرمنی کے زوال کے بعد بھی برسر اقتدار رہنا ناروا ہوگی اب فرح سے عام انتخابات آج سے سات یا چھ ماہ کے اندر ہوں گے۔ یہ عام انتخاب بالکل آزاد ہونا چاہئے جس میں جنگ کے انعام کی مد دینے والے مرد اور عورتوں کو بھی ووٹ دینے کا حق ہوگا۔ وزیر اعظم نے کہا کہ ان لوگوں کو سارے ملک سے زیادہ ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔ آپ نے متحدہ وزارت کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے کہا کہ اس نے جنگ کو غیر معمولی قابلیت سے جاری رکھا اور سماجی ترقی کے ایسے پروگرام کو عملی جامہ پہنایا جو زمانہ امن کی پارلیمان کی ساری عمر میں بھی ممکن نہ ہوتا۔ کسی جماعت پارلیمان کی طویل المیعادی کی مخالفت نہیں کی اور بل کی دوسری مرتبہ خواندگی عمل میں آئی۔ (رائٹر)

## راجپوتانے کے حامیانِ اُردو کے لئے لمحۂ فکریہ

راج پوتانے کا مرکز روحانی اجمیر ہے۔ یہاں انگریزی عدالتوں اور دفتروں میں انگریزی کی اُردو میں خاصا کام ہو رہا ہے۔ لیکن یہ بھی امید ہے کہ ہندو ہندی بھاشا کے رائج کرنے میں کوشاں نہ ہوں۔ مہا سبھا آریہ سماج اور ہندوؤں کی مختلف جماعتیں نہ صرف اجمیر میرواڑے میں برابر کام میں لگی ہوئی ہیں بلکہ اجمیر مہا سبھا کا ایک وفد سر مرزا اسمٰعیل وزیر اعظم جے پور سے بھی مل چکا ہے۔ اجمیر کو مرکز بنا کر جے پور سے اُردو کو مٹا ڈالنے کی برابر کوشش کی جا رہی ہے۔ نیز ریاستوں میں ہندی پرچار کے لئے اجمیر ہی سے کارکن جاتے آتے رہتے ہیں۔ یہ اندرونی شرارتوں کی سرگرمیاں کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ ابھی گزشتہ موسم گرما میں سندھ میں ہندی کا پرچار کیا جا رہا تھا اور ہندی پرچار کا شوق (ڈاکٹر کی گفتگو) انھیں کشمیر لے گئی جہاں بھی مہاتما گاندھی کو بھی قبول کیا گیا ہے پورے ہندی کے موسم کو آگے بڑھانے کے لئے ہندی ساہتیہ سمیلن کے ۳۳ ویں سالانہ اجلاس کو جو برابر ڈیڑھ سال سے ملتوی ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اور ہندی کے بڑے گروپ اور دہلوی گروپ کے جھگڑے کا باعث بنا ہوا تھا۔ اب گوسوامی گنیش دت لائیڈرہ پریذیڈنٹ اُردو کے زیر صدارت منایا جا رہا ہے۔ سوامی جی کو پنجاب سے روانہ ہونے اور جے پور پہنچنے پر ہندی پرچار کے لئے ۲۵ ہزار کی تھیلیاں پیش کی جانے والی ہیں۔ اتنا اشارہ اور کر دوں کہ یہ وہی سوامی جی ہیں جن کو جے پور نے مہا سبھا کے اجلاس منعقدہ لاہور کی بنا پر بولنے سے روک دیا تھا۔ وہ خود اُردو زبان میں اخبار نکال کر با پاپ کرتے تھے یہ تمام باتیں سادہ کریں گی کہ شرارت کے ساتھ ہو رہی ہیں۔ کیا پیشین گوئی تو نہیں کر رہا۔ شاید ہندی رسم الخط کے قانونی اجرا کے لئے ریاست پر بھی دباؤ ڈالیں اور چھپی گئی دیا جائے۔ ایک دن آپ ایسوسی ایٹڈ پریس کے ذریعے یہ خبر سن لیں کہ ریاست جے پور نے اُردو کی جگہ ہندی رسم الخط کے اجرا کا اعلان کر دیا۔ ہندی کے حامیوں اور کارکنوں کو اس بات کا اعتراف ہے کہ اُردو زبان کے مقابلے میں ہندی سرکاری اداروں میں اس وقت تک پھل پھول نہیں سکتی جب تک کہ قانوناً اُردو زبان کو دفاتر سے خارج نہ کر دیا جائے۔ وہ ہندی رسم الخط کے لئے اس قدر دیوانے ہو رہے ہیں کہ اُردو الفاظ کو بھی برقرار رکھنا انھیں ایک حد تک منظور ہے لیکن وہ سارا زور ہندی رسم الخط پر لگانا چاہتے ہیں۔ ادھر راجپوتانے کے حامیان اُردو ایک استغنا کے عالم میں ہیں۔ ان کا کوئی مرکز نہیں۔ وہ اُردو کے لئے قربانی تو در کنار ایک روپیہ اور ایک سطر بھی نہیں لکھتے۔ ادبی جماعتوں کی حالت اور بھی خراب ہے۔ جلسے اور بزمیں شعر میں تو زلزلہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہی کہ زبان کی ترقی کا واحد ذریعہ ہو رہے ہیں۔ میری گزارش ہے مجھ کو جانی سمجھ کر اجمیر کے مہا سبھائیوں کو تو اتنی توفیق ہوئی کہ وہ ہندی کے پرچار کے لئے سر مرزا اسمٰعیل کے پاس وفد بنا کر لے گئے لیکن راجپوتانے کے حامیانِ اُردو اور اعیان شعر و ادب میں سے کسی نے آواز بھی بلند نہیں کی۔ میں تمام راجپوتانے کے حامیانِ اُردو سے عرض کروں گا کہ ہماری سارہ کی نکتہ آفرینیاں اور ادب نوازی اہل عمل کی دنیا میں کوئی درجہ نہیں رکھتیں۔ حفاظتِ زبان کے لئے ہمیں سر جوڑ کر بیٹھنا چاہئے اور اُردو زبان کی بقا کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہئے۔

(سید اشرف علی فاضل)

## نمائش مصنوعات ملکی مملکت آصفیہ

حیدرآباد۔ ۲۰ آذر۔ نمائش مصنوعات ملکی مملکت آصفیہ میں شرکت کے لئے سرکاری افسران سررشتہ کے نام خان بہادر اشتیاق احمد صاحب نائب معتمد نے حسب الحکم صدارت عظمیٰ جملہ معتمدین سرکار عالی کے نام حسب ذیل گشتی مراسلہ روانہ کیا ہے۔

"معتمد صاحب مجلس نمائش مشاورتی کمیٹی نے تحریک کی ہے کہ ساتویں نمائش مصنوعات ملکی مملکت آصفیہ کے حسب ترقیات نظم و نسق سرکار عالی میں جملہ سررشتہ جات سرکار عالی کو اسٹال قائم کرنے کی بابت پیشی صدارت عظمیٰ سے ہدایتی احکام اجرا ہوں انھوں نے یہ واضح کیا ہے کہ جشن سیمیں شاہانہ کے موقع پر سررشتہ جات سرکار عالی کی ترقیات کا نہایت ہی مفید اور شاندار مظاہرہ ہوا تھا ہندوستان بھر کے لئے اس قسم کی نمائش ایک نئی چیز خیال کی گئی تھی اور توقع کی گئی تھی کہ اس ذریعہ کی ساخت سے نہ صرف ملک کی گزشتہ ترقی اور مادی ترقی کا اندازہ ہو سکے گا بلکہ اپنی رفتار ترقی کو بہتر کرنے کے لئے ہر سررشتہ کی حوصلہ افزائی بھی ہوگی گزشتہ (۱۲) سال سے ہر نمائش مصنوعات کے موقع پر شعبہ ترقیات نظم و نسق کا قیام ہوتا ہے۔ اکثر شعبہ جات نے اس شعبہ کے سوا نہیں کافی وقت صرف کیا ہے تاکہ انھیں کے الفاظ میں ایک مختصری فہرست میں نظم و نسق سرکار عالی کی بابت معلومات کے اکتساب کا ان کو موقع ملے نمائش میں اسٹال کا قیام نشر و اشاعت کی اغراض کے لئے اتنا کہ محدود سا ذریعہ ہوتا ہے کہ سررشتہ راتب ہندی و سررشتہ تحفظ حیوانیہ نے گزشتہ دو سال کی نمائشوں میں کافی دلچسپ اسٹال قائم کئے اور ان لاکھوں شہری خواتین و حضرات کی تربیت کی حد تک کامیابی حاصل کی جو نمائش دیکھتے ہیں۔

سالانہ رپورٹوں کی اشاعت سے نظم و نسق کے متعلق معلومات صرف ایک محدود تعداد کو حاصل ہوتی ہیں نمائش میں اسٹال کے قیام سے عوام کو براہ راست اطلاعات مل سکتی ہے۔"

## مرکزی اسمبلی میں غذائی صورت حال پر بحث

نئی دہلی۔ ۱۶ نومبر۔ آج صبح اسمبلی میں غذائی صورت حال پر بحث شروع کرتے ہوئے حکومت ہند کے رکن اغذیہ سر جوالا پرشاد سریواستو نے اعلان کیا کہ ہندوستان باہر سے پچاس لاکھ پچاس ہزار ٹن غلہ ہندوستان پہنچ چکا ہے مزید نو ہزار پانچ سو ٹن جہازوں کے ذریعے آ رہا ہے۔ اور علاوہ ازیں تین لاکھ ٹن کا غلہ اس دسمبر کی ختم تک بھیجنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔

### حکومت کو پوری طرح احساس ہے

سر جوالا پرشاد نے یقین دلایا کہ حکومت ہند کو ملک کی غذائی صورت حال سے نمٹنے کے لئے پورا پورا احساس ہے اور اس شدید ضرورت کے تحت گیہوں کی درآمد کے حصول کے لئے کوشاں ہے۔ رکن اغذیہ نے ایوان کو یہ یقین دلایا کہ ہندوستان کے لئے جس قدر درآمد کی ضرورت ہے اس کے لئے موزوں تدابیر اختیار کرنے پر زور دے چکا ہے۔

پچھلے سال محکمہ اغذیہ کی کارروائیوں کا ذکر کرتے ہوئے رکن اغذیہ نے کہا کہ محکمہ نے چار اہم کام انجام دیئے پہلا یہ کہ محکمہ نے ایک کل ہند پالیسی اختیار کرنے پر زور دیا اور دوسرے قیمتوں پر نگرانی کی گئی۔ تیسرے مقامی طور پر تعمیرہ کی کمی کو پورا کیا گیا۔ چوتھا اور سب سے اہم یہ کہ محکمہ نے پوری طرح صورت حال کو قابو میں لا لیا۔

## حکومت ہند کی صنعتی اسکیموں میں ریاستی مفادات کی نگہداشت

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

چیز دل پر وہ اپنے مفادات کے متعلق صاف صاف طور پر کچھ کہہ سکیں۔ حیدرآباد کے رقبہ جات زیر انتظام سرکار عظمت مدار کا قانون ولیہ ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد کی قرارداد جس میں انھوں نے اس پر زور دیا ہے کہ حکومت ہند ہندوستانی ریاستوں میں بنکوں اور ان کمپنیوں پر سے جو وہاں رجسٹر ہوئی ہیں نگرانی رکھی جائے جن کو گورنمنٹ جنرل نے اجازت نہیں دی اور حکومت ہند نے برطانوی ہند کے سرمایہ کے ہندوستانی ریاستوں میں استعمال پر جو پابندیاں لگائی ہیں اس سے ان غیر سرکاری جماعت کے جلد از جلد تشکیل پانے کی اہمیت بخوبی واضح ہوتی ہے جس سے یہ ممکن ہو سکے کہ ریاستی معاملات پر اثر انداز ہونے والے امور کو یہ آزادی کے ساتھ حاصل کر سکیں۔

(مدیر و مہتمم ۔۔۔ بچارمینار پریس میں چھپ کر دفتر حکمت سے شائع ہوا)